REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❖ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ❖ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P/GDP-3.

قرآن مجید نمبر

جلد ـــ ۲۵

شمارہ ـــ ۲۷

ایڈیٹر

محمد حفیظ بقا پوری

نائبین

جاوید اقبال اختر

محمد انعام غوری۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۲ رجب ۱۳۹۶ھ ـــ یکم وفاء ۱۳۵۵ ہش ـــ یکم جولائی ۱۹۷۶ء

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے!

تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو!

ارشاداتِ عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مُصدِّق یا مُکذِّب قیامت کے دِن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خُدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہُوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دِی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دِی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اِس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دِی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔.......

قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے۔ اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دُعا سکھلائی اور یہ اُمّید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دِکھلا جو پہلوں کو دِکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسُول اور صدّیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمّتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے۔ جو پہلوں کو دی تھیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴-۲۵)

(۲)

"جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حُکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے بسے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم وفا ۱۳۵۵ ہش

قرآنِ عظیم

نظارت دعوۃ وتبلیغ کے اعلان کے مطابق مُلک کے طول وعرض میں احمدیہ جماعتیں مورخہ ۴ر جولائی سے ہفتہ قرآنِ کریم منا رہی ہیں ۔ اخبار کا یہ خصوصی پرچہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے تا احباب اس موقعہ پر اس سے بھی استفادہ کرسکیں ۔

خلافتِ ثالثہ کی عظیم برکتوں میں سے ایک خاص برکت یہ بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ اس دَور میں اگر جماعتِ احمدیہ کو غیر اختیاری طور پر مخصوص حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے تو حضرت امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں جماعت احمدیہ کے لئے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنا فی القرآن ہوجانے کی راہیں اس طور پر کُھلتی جا رہی ہیں کہ جماعت خدا تعالےٰ کے پیار ومحبت کو زیادہ سے زیادہ سمیٹ لینے کے مواقع پا رہی ہے ۔ پھر خدا تعالیٰ کے پیار ہی کا ایک واضح ثبوت تو یہ ہے کہ احبابِ جماعت کو خدا تعالےٰ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مالی جانی بلکہ جذباتی قربانیاں بھی پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے ۔ اور دُوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی توسیع وترقی کے ایسے عجیب وغریب سامان کر رہا ہے کہ جن کو دیکھ کر مومنوں کی رُوح وجد میں آجاتی ہے ۔ یہ صورتِ حال جماعت کی صداقت کا نیا نشان بن کر اور سعید رُوحوں کو حلقہ بگوشِ احمدیت کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے تو ساتھ ہی مومنوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بھی ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔

سورۃ الحجر میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست اور ہر فردِ اُمت کو آنحضورؐ کے توسّط سے مخاطب کرکے فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (آیت ۸۸)

اور یقیناً ہم نے تجھے سات دُہرائی جانے والی (آیات) اور بہت بڑی عظمت والا قرآن دیا ہے ۔۔

سات دُہرائی جانے والی آیات سے مُراد تو سورت فاتحہ ہے جو گویا قرآنِ کریم کا خلاصہ ہے ۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پنجگانہ نمازوں میں اور ذکرِ الٰہی اور دُعاؤں کے دوسرے بیسیوں مواقع پر انہیں بکثرت پڑھا جاتا ہے ۔ آیہ کریمہ کے دوسرے حصہ میں قرآن کریم کو عظیم کہا گیا ہے ۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ فی الواقع قرآن کریم عظیم ہی ہے ۔ کیا بلحاظ اس کی بے نظیر ذاتی حیثیت کے اور کیا بلحاظ اس کی عظیم القدر افادی پوزیشن کے ۔ قرآنِ کریم کی اسی شان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بہت ہی خوب فرمایا کہ ع

جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیّا نکلا

یعنی انسان کی رُوح اور اس کی بقا اور ترقی کے لئے جس قسم کی تعلیمات وہدایات کی اُسے ضرورت تھی وہ سب اُمور بڑی ہی جامعیّت کے ساتھ قرآنِ عظیم میں موجود ہیں ۔ چنانچہ آغازِ قرآن ہی میں اس کی شان میں فرمایا کہ ـــــ لَارَیْبَ فِیْہِ ـــــ کہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہو کر واضح اور یقینی تعلیمات پر مشتمل ہے ۔

آگے چل کر سورۃ الانعام میں قرآن کریم کو ہر قسم کی خیر وبرکت کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے اس کو لائحۂ عمل بنا لینے کی تلقین کی گئی ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

"وَھٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (آیت ۱۵۶)

اور یہ قرآن ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اُتارا ہے اور ہر قسم کی خیر وبرکت کا مجموعہ ہے اِس لئے اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔

قُرآنِ کریم کی عظیم برکتوں اور بڑی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ پاک کتاب انسان کو خُدا سے مِلا دیتی ہے ۔ یعنی جس چیز کی غیر معمولی تڑپ رُوحِ انسانی میں فطرتی طور پر خالقِ فطرت کی طرف سے دی گئی ہے یہ کتاب بدرجۂ احسن اس کو پُورا کرتی اور وصالِ الٰہی کی نعمت سے انسان کو سرفراز کرتی ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے :۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (العنکبوت : ۷۰)

یعنی وہ لوگ جو ہمارے وصال کی دِل میں خواہش رکھتے ہیں اور اس کے لئے علمی جدوجہد بھی کرتے ہیں وہ یقین رکھیں کہ ہم اُن کو بالضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے ۔ اور اللہ یقیناً مُحسنوں کے ساتھ ہے ـــــ فرماتا ہے انسان کا کام ہے کہ وہ اپنی اس جدّوجہد کو کمال درجہ تک پہنچا دے ۔ پھر دیکھے گا کہ اس کا گوہرِ مقصود بالآخر اُسے مِل جائے گا اور وصالِ حبیب کی دولت سے مالا مال ہوجائے گا ۔

● ـــــ آخری سپارے میں ایک مقام پر تو یہاں تک فرمادیا کہ :۔

یٰۤاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰی رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ۔ (الانشقاق : ۷)

اے انسان تُو اپنے ربّ کی طرف پُورا زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس کے وصال سے مشرّف ہوجانے والا ہے ۔

کیسی پُختہ یقین دہانی ہے اِن الفاظ میں اور کیسی پیاری گارنٹی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس انسان کے لئے جو دِل میں وصالِ الٰہی کی سچّی تڑپ رکھتا ہے اور پھر اس کے لئے عملی جدّوجہد میں بھی پُورا زور لگا دیتا ہے ۔ اُمّتِ مُسلمہ میں سے ہزاروں اور لاکھوں ایسے خوش قسمت اطہار ہو گذرے ہیں جو خدا کے وصال کا جام لبالب پی چکے ـــــ !!

پھر قرآنِ کریم اِس پہلو سے بھی عظیم ہے کہ خود پُرعظمت وبے نظیر کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ماننے والوں کو بھی عظیم بنا دیتی ہے ۔ چنانچہ اِسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورت زُخرف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاِنَّہٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ (آیت نمبر ۴۴-۴۵)

یعنی تُو اِس کلام کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے ، مضبوطی سے پکڑ کیونکہ تُو سیدھے راستہ پر ہے ۔ اور یہ کلام تیرے لئے بھی اور تیری قوم کے لئے بھی عزّت وشرف کا موجب ہے ۔ اور تم سے ضرور تمہارے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے گا ۔

سورۃ زُخرف مکّی سورۃ ہے ۔ کسی مکّی سورۃ میں ایسے زبردست مضمون کا ہونا بجائے خود ایک عظیم بات ہے ۔ اور عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے ۔ کیونکہ وہ زمانہ مُسلمانوں کی نہایت درجہ کمزوری اور مظلومیت کا تھا ۔ دُنیوی نقطۂ نظر سے اُن دنوں میں حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والوں کی کچھ بھی تو پوزیشن نہ تھی ۔ قابلِ ذکر پوزیشن تو درکنار ، اُس وقت یہ حالت تھی کہ دینِ اسلام قبول کرنے والا ہر طرف سے ظلم و ستم اور جور وجفا کا تختۂ مشق بن جایا کرتا تھا ۔ مار پیٹ ، گالی گلوچ تو معمول کی بات تھی ۔ لیکن جو کچھ خدا نے فرمایا اور لوگوں نے مُسلمانوں کی ناتوانی کے دنوں میں سُنا وہ کچھ ہی عرصہ بعد حرف بحرف پُورا ہونے لگا ۔ اور جوں جوں دِن آگے بڑھتے گئے ، گفتہ ٔ کردگار کی عظمت زیادہ چمکتی چلی گئی ۔ حتیٰ کہ دُنیا نے اس بات کا خود مشاہدہ کرلیا کہ بھیڑوں بکریوں کو پالنے والے حکومتوں کے مالک بن گئے ۔ اور جن کو اپنی ہی قوم کے لوگ پلّے نہیں باندھتے تھے وہ دُنیا کے رہبر اور اُستاد بن گئے ـــــ !!

غور تو کیجئے اُن کو ایسے بلند مقام پر کس چیز نے پہنچا دیا ؟ یہ قرآنی تعلیم ہی تو تھی ! اُنہوں نے قرآن کریم کو سر آنکھوں پر رکھا ۔ اپنی زندگی کا معمول بنایا ، تب قرآن کریم نے بھی ان کو عزت وعظمت کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیا کہ ساری دُنیا میں اُن کی عظمت کی چھاپ نمایاں طور پر نظر آنے لگی ۔ ہزار اختلاف کے باوجود دُنیا کا کوئی مورّخ بھی مسلمانوں کی اِس عظمت سے انکار نہیں کرسکتا ۔ پس قرآنی الفاظ کے مطابق نہ صرف یہ کہ قرآن کریم نے اپنی عظمت کو دُنیا سے منوا لیا بلکہ اس مبارک کتاب کی پیروی کرنے والوں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والوں کی عظمت کا سکّہ بھی دلوں میں قائم کر دیا ـــــ !!

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۳ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۸ر احسان (جون) ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۱/۶ کی اطلاع مظہر ہے کہ " طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ " ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت وسلامتی ، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ۔

● ـــــ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کی صحت کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ "ضعف اور بے چینی کی تکلیف ہے ۔" احباب کرام سیّدہ ممدُوحہ کی صحت وسلامتی ، درازیٔ عمر کے لئے دُعا کرتے رہیں ۔

قادیان ۲۸ر احسان (جون) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالےٰ خیر وعافیت سے ہیں ۔ الحمدُ للہ ۔

قادیان ۲۸ر احسان (جون) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہُ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیر وعافیت سے ہیں ۔ الحمدُ لِلّٰہِ ۔

خطبہ جمعہ

جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کیلئے ہدایت نامہ ہے اس کا کوئی ایک شعشہ بھی تبدیل نہیں ہو سکتا!!

قرآنی ارشاد فقُولُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ کے مطابق جماعت احمدیہ یہ اعلان کرنے کا حق رکھتی ہے کہ ہم مسلمان اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں

دنیا جو چاہے ہمیں کہے لیکن مسلمان ہونے کی تمام علامات خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم میں موجود ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ شہادت ۱۳۵۵ ہش مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی :۔

"قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○"
(آل عمران : ۶۵)

اور پھر فرمایا :۔

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔
"قرآنی تعلیم کا دوسرا کمال، کمال تفہیم ہے۔ یعنی اس نے اُن تمام راہوں کو سمجھانے کے لئے اختیار کیا ہے جو تصور میں آ سکتے ہیں۔ اگر ایک عامی ہے تو اپنی موٹی سمجھ کے موافق اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور اگر ایک فلسفی ہے تو اپنے دقیق خیال کے مطابق اس سے صداقتیں حاصل کرتا ہے۔ اور اُس نے تمام اصولِ ایمانیہ کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کر کے دکھلایا ہے۔ اور آیہ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ میں اہلِ کتاب پر یہ حجّت پوری کرتا ہے کہ اسلام وہ کامل مذہب ہے کہ زوائد اختلافی جو تمہارے ہاتھ میں ہیں، یا تمام دنیا کے ہاتھ میں ہیں، اُن زوائد کو نکال کر باقی اسلام ہی رہ جاتا ہے۔"
(تفسیر سورہ آل عمران صفحہ ۱۲۴)

اس آیہ کریمہ میں بہت سی باتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک یہ کہ قرآن کریم

قیامت تک کے لئے ہدایت نامہ

ہے اور ہم لوگ، جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی یا کوئی ایک لفظ بھی یا کوئی ایک حرف بھی یا کوئی ایک زیر اور زبر بھی منسوخ نہیں ہو سکتی۔ جماعت احمدیہ کا یہ مذہب اور عقیدہ ہے کہ جس رنگ میں قرآن کریم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسی شکل میں بغیر کسی ردّ و بدل کے یہ ہم تک پہنچا ہے۔ اور اپنی اسی اصلی حقیقی شکل میں قیامت تک قائم رہے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لفظ "قُلْ" کا مخاطب کون ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے پہلے مخاطب تو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ قیامت تک کے لئے ایک ہدایت ہے اس واسطے یہ حکم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ کے وصال کے بعد اس آیت کو یا اس حکم کو جو قُلْ میں آیا ہے لوگ اسے منسوخ سمجھتے۔ دراصل اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر متبع کو کہا گیا ہے کہ وہ بیان شدہ مضمون کے مطابق اہلِ کتاب کو دعوت دے۔ پس جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فرض تھا کہ آپؐ اس آیت کی روشنی میں اہلِ کتاب کو دعوت دیتے اور جیسے آپؐ اپنی زندگی میں احسن طور پر بجا لائے، اسی طرح ہر سچے مسلمان کا جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا اور قرآن کریم کو ہمیشہ کے لئے ہدایت اور شریعت سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اس حکم کے ماتحت اہلِ کتاب کو اسلام کی طرف اس رنگ میں دعوت دے جس رنگ میں کہ یہاں مضمون بیان ہوا ہے۔

دوسری بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چھوٹے سے اقتباس میں جو اشارے ہیں میں انہی کی وضاحت کروں گا) قرآن کریم نے

توحیدِ باری تعالیٰ کے بارہ میں زبردست دلائل

بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ تمام مذاہب توحید کے قیام کے لئے آئے تھے اور تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یہ محض ایک دعوت نہیں۔ کیونکہ عیسائیت میں مثلاً بعض ایسے لوگ ہیں کہ جو تثلیث کے قائل ہیں۔ اور اُن پر تو بظاہر تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور اہلِ کتاب میں سے مثلاً یہودیوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کو قریباً خدا کا درجہ دے دیا تھا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے بھی تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کا یہ نعوذ باللہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ مسلمان بھی اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے قائل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس بات کے ثبوت میں اس قدر زبردست عقلی اور نقلی ثبوت دیئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اہلِ کتاب میں سے کوئی فرقہ اگر کسی کو مقامِ خدائی دے یا خدا بنا دے یا خدا کا بیٹا بنا دے تو قرآن کریم اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے اور قرآن کریم کی شریعت نے اس ذمہ داری کو احسن طور پر نباہا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہنے والے لوگ غلطی پر ہیں۔ اسی طرح ایک ایسے عیسائی مخاطب کو جو تثلیث کا قائل ہے اُس پر یہ ثابت کیا ہے کہ

تثلیث کا عقیدہ غلط ہے

خدا واحد و یگانہ ہے۔ اور یہ عقائدِ اختلافی جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اقتباس میں ذکر کیا ہے، یہ وہ زوائد یا غلط باتیں ہیں جو لوگوں نے اپنے مذہب میں شامل کر لیں۔ لیکن اسلام نے کہا کہ میں دنیا پر یہ بات ثابت کروں گا کہ یہود و نصاریٰ اور ایسے ہی دوسرے مذاہب جن پر کتابیں اُتری تھیں لیکن انہوں نے اُن میں ملاوٹ کر دی۔ اُن میں تحریف کر دی یا اُن میں تبدیلی کر کے اُن کی شکل کو بگاڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ توحید کی راہ سے بھٹک گئے۔ کوئی زیادہ بھٹکا اور کوئی کم بھٹکا۔ لیکن جو بھٹک گیا وہ تو بھٹک گیا۔ قرآن کریم نے اس آیت میں یہ ذمہ داری لی ہے کہ

وہ یہ ثابت کرے گا کہ توحید سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ ہے۔ ہر نبی توحید کے قیام ہی کے لئے آیا تھا۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں باوجود ظاہری اختلاف کے ہمارا اور تمہارا کوئی اختلاف نہیں۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ وہ دلائلِ ساطعہ اور حُجَجِ قاطِعہ کے ساتھ یہ ثابت کرے گا کہ اے اہلِ کتاب! تم غلط راہ پر ہو۔ اس جگہ اور چیزیں تو بعد کی باتیں ہیں۔ لیکن تبلیغ یہاں سے شروع کی کہ اس بات پر ہمیں اور تمہیں اکٹھا ہونا پڑے گا اور ہم تمہیں ثبوت دیں گے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم دُنیا کے ہاتھ میں پکڑا کر اور زبردست دلائل دے کر یہ ثابت کر دیا کہ نہ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کا عقیدہ صحیح ہے اور نہ تثلیث یعنی ایک اور دو اور تین خدا (ایک تین اور تین ایک) ہیں۔ یہ سب نامعقول باتیں ہیں اور انسانی فطرت اور اس کی ضمیر کے خلاف عقیدے ہیں۔ لفظی طور پر ساری کتُبِ سماویہ کے کچھ حصے محفوظ ہوتے ہیں۔ ہر چیز تو نہیں بدل جاتی، اُن مذاہب کی جن کو ہم اہلِ کتاب کہتے ہیں۔ (ویسے بعض ایسے مذاہب بھی ہیں جن کو بدمذہب کہا جاتا ہے، اُن کو اُن کی فطرت کی طرف ہم توجہ دلائیں گے)۔ اور ہر مُسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآن کریم جیسی عظیم کتاب

ہمارے ہاتھ میں دے کر اور اس کی بہترین تفسیر کر کے دُنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ واقع میں یہ کلمہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ

اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ

ہم سوائے خُدائے واحد کے کسی کی عبادت نہ کریں۔ ہم صرف خُدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ یہ ہے بنیادی طور پر مشترک عقیدہ جس کے بغیر مذہب لاشئ محض ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر خدا ہی نہیں تو پھر مذہب کوئی چیز نہیں۔ انسان کی اپنی عقل کے ڈھکوسلے ہیں اور بس۔ اور اگر خدا ہے اور یقیناً ہے تو وہ ایک ہی ہے۔ باقی سارے عقائد وساوس اور توہمات ہیں۔ اور سب غلط اور بے ہُودہ ہیں اور قرآن کریم نے اُن کی غلطی کو ثابت کیا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے قُلۡ کو ہم منسُوخ نہیں سمجھ سکتے۔ ہم احمدی یہ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم کا کوئی لفظ منسُوخ نہیں۔ چودہ سو سال گذر گئے۔ اور آج بھی قرآنِ کریم ہر ایک کے کان میں کہتا ہے قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ۔

پس جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے امتِ محمدیہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پہلے دِن ہی سے مقربینِ الٰہی کا ایک گروہ ہمیں نظر آتا ہے جن کو قرآنِ کریم کا عِلم اور اس کے اَسرارِ رُوحانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے اور انہوں نے کسی مذہب کے مقابلے میں کبھی یہ وہم پیدا نہیں ہونے دیا کہ قرآنِ کریم خود بنیادی طور پر اور دوسرے مذہب کے مقابلہ میں بھی توحیدِ خالص کو ثابت نہیں کرتا۔ لیکن اس آیت میں اہلِ کتاب کے مقابلہ میں قرآن کریم کی یہ قوت اور یہ طاقت اور اس کے یہ دلائل اشارۃً بیان ہوئے کہ قرآنِ کریم توحیدِ خالص کو قائم کرنے والا ہے۔

پس مخلصین اور مقربین کا جو گروہ امتِ محمدیہ میں پہلے دن سے آج تک پیدا ہوتا رہا ہے، اُنہوں نے یہ ثابت کیا کہ قرآنِ کریم کا کوئی لفظ واقع میں منسُوخ نہیں محض یہی نہیں کہ اُس نے مخاطب کر دیا اور مخاطب تھا کوئی نہیں۔ پھر تو فضا اور ہوا کو مخاطب کیا نا! دراصل ہر سچا مُسلمان اس کا مخاطب ہے۔ اور ذمہ دار ہے اِس بات کا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کو اِس بات کا قائل کرے کہ

خدائے واحد و یگانہ کا تصوّر

ہم میں قدرِ مشترک ہے۔ اور یہ کہ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اس میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ قرآنِ کریم نے قُلۡ کہہ کر کس کو مخاطب کیا ہے قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کے محبوب مطہّرون کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ پکاریں یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ۔ لیکن اگر کوئی ولی اللہ ہی نہیں اور اس قُلۡ کا مخاطب ہی نہیں تو مخاطب پھر کس کو کیا گیا ہے۔ درآنحالیکہ قرآنِ کریم کا تو کوئی لفظ بھی منسُوخ نہیں ہو سکتا۔ اِس واسطے قرآنِ کریم کے مخاطب چاہے جو بھی ہوں، قرآنِ کریم کہتا ہے کہ اہلِ کتاب سے کہو، اور اُن کو اِس بات کی دعوت دو کہ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ ـــ تَعَالَوۡا میں بھی اِس طرف اشارہ ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ثابت کریں کہ توحیدِ خالص کے خلاف لوگوں کے جو عقیدے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہیں۔ بالکل نامعقول اور غیر فطری ہیں۔ بلکہ اُن کی اپنی مذہبی کتب کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اُن کے

مذہبی عقائد بدل گئے

اس کی نشاندہی اسلام نے کی۔ اور پھر اُمّتِ محمدیہ بھری ہوئی ہے اُن مطہّرین کے گروہ سے کہ جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں اور مُلک مُلک میں اور شہر شہر میں پیدا ہوتے رہے۔ اور وہ اِس بات کے اہل تھے کہ قرآنِ کریم اُن کو مخاطب کر کے کہتا کہ تمہیں ہم کہتے ہیں کہ جاؤ اور عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے اہلِ کتاب کو پُکارو اور اُنہیں ایک کلمہ پر اکٹھے کرو جو ہمارے اور اُن کے درمیان قدرِ مشترک کے طور پر ہے۔ ایسی صُورت میں وہ آدمی جو تثلیث کا قائل ہے وہ کہے گا کہ کہاں ہے قدرِ مشترک۔ مَیں اِس نکتے کو دُہرا دیتا ہوں تاکہ ہمارے بچّے بھی سمجھ جائیں۔ عیسائیوں کا وہ فرقہ جو کہتا ہے تین خدا ہیں جب وہ اِس آیت پر پہنچے گا تو وہ کہے گا کہ تین خداؤں کو ماننے والے تو اس کو مشترک نہیں سمجھتے کہ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ پس اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اُمّتِ محمدیہ کے مطہّرین کا کام ہے۔ اور اہلیت اُن کو خدا تعالےٰ نے عطا کی ہے۔ اِس بات کی کہ وہ یہ ثابت کریں کہ واقعہ میں یہ مشترک ہے۔ اور ثابت کریں عقلی دلائل کے ساتھ اور ثابت کریں خود اُن کی کُتب کے حوالوں کے ساتھ۔ چودہ سو سال سے اُمّتِ محمدیہ اپنی شاہراہِ تاریخ پر چلتی رہی ہے۔ اور لاکھوں کروڑوں انسان ایسے نظر آتے ہیں جو اِس بات کے اہل تھے اور انہوں نے یہ ثابت کیا کہ قُلۡ کا لفظ یُوں ہی استعمال نہیں ہوّا۔ بلکہ اس کے مخاطب ہمیشہ خدا تعالےٰ نے موجود رکھے ہیں۔ اور اگر اِس کے باوجود لوگ اِن دلائل کو نہ مانیں اور اپنی فطری فراست کے خلاف بات کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور جو دُوسرے نشان خدائے واحد و یگانہ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہیں وہ دیکھیں پر نہ دیکھیں۔ محض عقلی دلائل کافی نہیں بلکہ ہمارا زندہ خدا اپنے وجود پر

آسمانی نشانوں کے ذریعہ

مُہر ثبت کرتا ہے۔ اپنی زندہ طاقتیں انسانوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ اور انسان مجبور ہو جاتا ہے یہ ماننے پر کہ واقعی خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ہستی کے نشان دکھاتا ہے۔ اور شُمار نہیں ہو سکتا اُن آسمانی نشانوں کا جو اُمّتِ محمدیہ کو محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملے۔ اُن کا بالکل شمار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مَیں کوئی مبالغہ نہیں کر رہا واقعہ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ تو لمبی بات ہے۔ مُحمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل جماعتِ احمدیہ کو جو نشان ملے، اُن کا بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ اور شمار کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ جس آدمی نے پیسہ پیسہ جوڑا ہو وہ شمار کیا کرتا ہے اور گِنتا ہے اپنی دولت کو اور کہتا ہے میرے پاس دس ہزار روپے ہو گئے ہیں، میرے پاس پچاس ہزار روپے ہو گئے ہیں، میرے پاس دس لاکھ یا ایک کروڑ یا پانچ کروڑ روپے ہو گئے ہیں۔ گویا وہ اپنی دولت کا شمار کرتا رہتا ہے۔ اور اسی طرح جو لوگ کُنوؤں سے جھجریاں سروں پر اُٹھا کر لاتے ہیں (بعض علاقوں میں زمیندار مرد اور عورتیں کُنوئیں سے پانی لے کر آتی ہیں) اُن کے گھروں میں بھی پانی کا شمار ہوتا ہے کہ تین گھڑے ہیں یا چار گھڑے ہیں اور بعض دفعہ ماں بچوں کو کہتی ہے دیکھنا تھوڑا سا پانی رہ گیا ہے۔ ابھی پانی لانے میں دیر ہے۔ اِس لئے احتیاط سے استعمال کرو۔ لیکن جو آدمی صاف اور شفّاف پہاڑی چشمے کے کنارے بیٹھا ہو اُس کے تو پانی کا شمار نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ گھڑوں میں پانی سنبھال کر نہیں رکھتا۔ اُس کیلئے تو ہر وقت پینے والا برف کی طرح ٹھنڈا بالکل صاف اور ہر قسم کی ملاوٹوں سے پاک پانی میسّر ہے۔ پس جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو (مَیں اِس وقت بحیثیت جماعت بات کر رہا ہوں) اُس پر

خُدا تعالےٰ کے نشانات

آسمان سے بارش کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں اور پھر قرآن نے کہا ہے کہ بارش کے قطروں کو گِنا جا سکتا ہے لیکن خدا کے فضلوں کو اور اُس کی رحمت کی جو بارش ہے اس کے قطروں کو نہیں گِنا جا سکتا۔ بارش کے قطرے بھی کہاں گِنے جا سکتے ہیں لیکن وہ تو ایک مادی فضل اور رحمت ہے۔ جو رُوحانی فضل نازل ہوتے ہیں اُن کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے۔

پس خدا تعالےٰ اپنے وجود پر اپنے قادرانہ تصرّفات سے مُہر لگاتا ہے اور وہ ایسے عظیم معجزات دِکھاتا ہے کہ دُنیا ان کا انکار نہیں کر سکتی۔ مثلاً کمیونزم کو لے لو اور خدا کی شان دیکھو کہ ابھی لینن نے عملاً کوئی قدم نہیں اُٹھایا تھا (تھیوری الگ چیز ہے) لیکن ابھی کوئی مُلک کمیونسٹ نہیں ہُوا تھا اور لینن وہ شخص ہے جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک دِن سر جوڑا اور یہ پروگرام بنایا کہ روس میں کوئی انقلابی تحریک شروع کی جائے۔ چنانچہ جس دن لینن نے سر جوڑا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اس سے کئی ہفتے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا تھا کہ رُوس میں

ایک انقلابِ عظیم آنے والا ہے

ایک دفعہ ایک کمیونسٹ سائنٹِسٹ پاکستان میں آئے۔ اُنہوں نے تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے دعوت قبول کی اور یہاں تقریر بھی کی۔ اُس وقت مَیں کالج کا پرنسپل تھا مَیں نے اُن کے کانوں میں یہی بات ڈالی کیونکہ مَیں سمجھتا ہُوں جو دہریہّ دماغ ہے، اُس پر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے زبردست نشانات بہت اثر کرتے ہیں۔ دُنیوی لحاظ سے اُن کے دماغ گو بہت اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن الٰہی نشانات کو وُہ EXPLAIN نہیں کر سکتے۔ اور ان کی وجوہات بیان نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب مَیں نے اُن کو یہ بات بتائی کہ تمہیں نہیں پتہ تھا کہ رُوس میں کیا ہونے والا ہے لیکن ہمیں پتہ تھا بحیثیت جماعت کیونکہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے جماعتِ احمدیہ کو بتا دیا تھا کہ رُوس میں ایک عظیم انقلاب بپا ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ زارِ رُوس کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ جب اُس نے یہ بات سُنی تو اُس کی طبیعت پر اِس کا اتنا اثر ہُوا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

غرض اِسلام نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایک مُسلمان کے ہاتھ میں جہاں زبردست عقلی دلائل دیئے جن کا انسانی دماغ خواہ وہ کتنا ہی بہکا ہُوا کیوں نہ ہو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہاں خدا تعالےٰ کی توحید کو ثابت کرنے کے لئے آسمانی نشان بھی اُمّت کے بزرگوں کو، اُمّت کے اولیاء کو، اُمّت کے مقرّبین کو اور اُمّت کے مطہّرین کو دیئے۔ اور مُسلمانوں کے ذہنوں کو کھولا۔ اور یہ سلسلہ پہلے دن سے چلا آ رہا ہے۔ اور قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ اِس وقت بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اب تو ہمیں

آسمانی نشانوں کی ضرورت

نہیں، ہم اپنی عقلوں ہی سے مسائل کو حل کر لیں گے۔ یہ اُن کی بدقسمتی ہے۔ لیکن مَیں اُن کی بات نہیں کر رہا۔ مَیں تو اپنی بات کر رہا ہوں، جماعتِ احمدیہ کی بات کر رہا ہوں۔ ہم یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنا ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہ اپنی توحید کو ثابت کرنے کے لئے اور اسلام کی سچّائی کو دُنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اور مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو انسان کے دِل میں بٹھانے کے لئے اُمّتِ مُسلمہ میں سے اس گروہ کو جو مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عزّت کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے آسمانی نشان عطا کرتا ہے۔ تاکہ مُحمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت اور اسلام کی حقانیت دُنیا پر ثابت ہو۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر اہلِ کتاب ان عقلی اور نقلی دلائل کے باوجود اور ان زبردست آسمانی نشانوں کے باوجود اس کلمہ کی طرف اور اُس صداقت کی طرف نہ آئیں جو ایک مُسلمان اور ایک غیر مُسلم اہلِ کتاب میں مشترک ہے اور وہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ پھر اگر وہ پھر جائیں اور خدا کے علاوہ اور معبُود بنا لیں اور شرک کرنے لگیں، تو فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا۔ ایسی صورت میں مُسلمانوں کو یہ حُکم ہے کہ وُہ اُن (اہلِ کتاب) کو کہہ دیں کہ تم گواہ رہو بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

ہم مُسلمان ہیں

خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبردار ہیں اور خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والے ہیں۔ اِس لئے جب جماعتِ احمدیہ کے افراد خدا تعالےٰ کے ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے قرآنِ کریم کو سمجھنے کے بعد عقلی اور نقلی دلائل سے اپنی جھولیاں بھر لینے کے بعد اور آسمانی نور کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لینے کے بعد اور آسمانی نشانات دُنیا کے سامنے پیش کر کے خدا تعالےٰ کی توحید اور اسلام کی حقّانیت اور مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کے اہل ہو جانے کے بعد پھر بھی دُنیا اگر اُن کو مُسلمان نہ سمجھے تو یہ اُن کی مرضی ہے۔ جماعتِ احمدیّہ کو یہ حکم ہے کہ فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا ایسے لوگوں سے کہدیں تم گواہ رہو کہ ہم اِعلان کر رہے ہیں بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ ہم مُسلمان ہیں۔ اِس لئے مَیں کہتا ہُوں کہ جماعتِ احمدیّہ خدا تعالےٰ کے اس حکم کے ماتحت اور ان تمام باتوں کے باوجُود آج یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی اِس آیت کے مطابق مُسلمان ہیں۔ ہم دُنیا میں یہ اعلان کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ کیونکہ ہم خدا تعالےٰ کے فرمانبردار ہیں۔ ہم

خدا تعالیٰ کی کامِل اطاعت کرنے والے

ہیں۔ اگر ہم کامِل اطاعت کرنے والے نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ کے پیار اور اُس کی رضا کو کیسے پا لیتے۔ خدا کی توحید کو دُنیا میں قائم کرنے کے اہل کیسے ہو جاتے۔ اِس واسطے دُنیا بے شک کہے کہ احمدی مُسلمان نہیں۔ یہ اُن کی مرضی ہے۔ زبردستی تو کِسی پر نہیں کی جا سکتی۔ لیکن قرآن کریم کی یہ آیت ایک احمدی کو یہ کہتی ہے کہ تم دُنیا میں یہ اعلان کر دو اور اُن کو مخاطب کر کے کہو کہ تم گواہ رہو کہ جو علامتیں مُسلمانوں میں پائی جانی چاہئیں وہ ہم میں پائی جاتی ہیں اِس لئے ہم مُسلمان ہیں۔

پس دوستوں کو اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ جماعتِ احمدیہ کو اپنی اجتماعی زندگی میں بھی اور جماعت کے افراد کو اپنی انفرادی زندگی میں بھی توفیق دیتا چلا جائے کہ وہ اسلام کی رُوح کو سمجھنے والے ہوں۔ خُدا تعالےٰ سے حقیقی اور خالِص محبّت کرنے والے ہوں۔ اور اسلام کی حقانیت کو ہر پہلو سے پرکھ لینے کے بعد اُسے ایک حقیقت زندگی سمجھنے والے ہوں۔ اور مُحمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ہمیشہ اپنے سینوں میں سمندر کے پانی کی طرح موجیں مارنے والا پاتے رہیں اور کبھی خدا تعالیٰ سے دُوری اُن کے مقدّر میں نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ ہی وہ خدا تعالےٰ کے پیار کے جلوے دیکھنے والے ہوں۔ اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۞

("الفضل" مورخہ ۲ جون ۱۹۷۶ء)

کینیا (مشرقی افریقہ) میں ۱۶ سولہ افراد کا قبولِ حق

اعلیٰ سرکاری حکام کو سواحیلی ترجمہ قرآنِ پاک اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش

مکرم مولوی عبد الکریم صاحب شرما امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیا (مشرقی افریقہ) نے اطلاع دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۱۶ سولہ افراد نے حق کو قبول کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ ان میں سے سات افراد عیسائی تھے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کے ذریعے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

مکرم شرما صاحب نے اپنی رپورٹ میں مزید بتایا ہے کہ انہوں نے نیانزا اور ویسٹرن پراونس کا دورہ کیا۔ جس کے دوران نیانزا پراونس کے کمشنر اور کسموں اور بنگوما کے ڈپٹی کمشنروں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ سواحیلی ترجمہ قرآن پاک اور دیگر اسلامی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبولِ حق کرنے والے افراد کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے اور اُن کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۞

تبرکات

قرآن مجید کے مُطَهَّر کلام ہونے کے ثبوت

(از سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں سُورۃُ البیّنہ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے آیتِ کریمہ یتلوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً کی تشریح میں قرآن کریم کے جو اہم فضائل بیان کئے ہیں، اُن میں سے چند بطور تبرک ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں ——————— ایڈیٹر

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :—

"مُطَهَّرَةً کے ایک معنے ظاہری نقصوں سے پاک کے ہیں۔ ظاہری نقائص میں سے سب سے بڑا نقص زبان کا ہوتا ہے کیونکہ کتاب کا ظاہر اُس کی زبان ہی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے مُطَهَّرَةً کے معنے یہ بنیں گے کہ قرآن کریم زبان کے نقصوں سے پاک ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار دُشمنانِ اسلام نے بھی نہیں کیا۔ شاذ و نادر کے طور پر کوئی عیسائی دشمن یا ایسا دُشمن جو انصاف کو بالکل نظر انداز کر چکا ہو قرآن کریم کی زبان پر اعتراض کر دے تو اور بات ہے ورنہ بالعموم اُن عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی جو عرب کے رہنے والے تھے قرآن کریم کی زبان کی تعریف کی ہے۔ اور یورپین مصنّف جو غیر متعصب ہیں انہوں نے بھی اس کی زبان کی داد دینے سے گریز نہیں کیا۔ پس مُطَهَّرَةً میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم زبان کے نقصوں سے پاک ہے۔ نہایت لطیف اور فصیح زبان میں نازل ہوا ہے۔ اور پڑھنے والے کو حُسنِ کلام سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

ظاہری نقصوں سے پاک کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ زبان میٹھی اور دلکش ہو یعنی ظاہری نقص سے پاک ہونا ایک تو یہ ہے کہ زبان میں کوئی نقص نہ ہو۔ ثقیل الفاظ نہ ہوں غیر طبعی محاورات نہ ہوں۔ دوسرے یہ بھی ظاہری نقص سے پاک ہونے کی علامت ہے کہ زبان شیریں اور دلکش ہو۔ یہ خوبی بھی قرآن کریم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اُس کی عبارت ایسی لطیف ہے کہ پڑھنے والا یہ نہیں سمجھتا کہ میں نثر پڑھ رہا ہوں یا نظم پڑھ رہا ہوں۔ ایک عیسائی مصنّف نے قرآن کریم کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے ایک بڑی لطیف بات لکھی ہے وہ کہتا ہے قرآن کریم کا ترجمہ جب ہماری زبان میں کیا جاتا ہے تو عام طور پر لوگ اس کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ کہتا ہے قرآن کریم کا ترجمہ سمجھ میں آ کس طرح سکتا ہے اُس کا سٹائل ایسا ہے کہ نہ اُسے نثر کہا جا سکتا ہے نہ نظم۔ جب تک اس کے سٹائل کو مدّنظر نہ رکھا جائے اُس وقت تک اُس کے معانی کو پُوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا

پھر ایک ظاہری نقص فحش کلامی کا ہوتا ہے مگر قرآن کریم اس نقص سے بھی کلیۃً پاک ہے اُسے بھی مضامین وہ ادا کرنے پڑتے ہیں کہ بعض دفعہ لنبر الفاظ کے ننگا ہونے کے اُن کو ادا نہیں کیا جا سکتا مگر قرآن کریم ان تمام مقامات پر سے ایسی عمدگی سے گذر جاتا ہے کہ مطلب بھی ادا ہو جاتا ہے اور طبعِ نازک پر گراں بھی نہیں گذرتا۔

پھر ایک ظاہری نقص کلام میں یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا جب کسی ایسی کتاب کو پڑھتا ہے جس میں دوسروں کی دل آزاری سے کام لیا گیا ہو تو وہ بُرا مناتا اور اس کا قلب سخت اذیت محسوس کرتا ہے مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں کسی قوم کی دل آزاری نہیں کی گئی اور اگر کسی جگہ مجبوراً قرآن کریم کو بعض سخت الفاظ استعمال بھی کرنے پڑے ہیں تو وہاں کسی کا نام نہیں لیا صرف اصولاً ذکر کر دیا ہے کہ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ مکّہ والے ایسے ہیں یا یہودی ایسے ہیں یا عیسائی ایسے ہیں۔ اس کے مقابل پر جب دوسری الہامی کتب کو دیکھا جاتا ہے تو اُن میں یہ نقص نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہی انجیل میں آتا ہے کہ انہوں نے فریسیوں اور فقیہوں سے جب انہوں نے نشان کا مطالبہ کیا تو کہا کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ مجھ سے نشان مانگتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ ان الفاظ کو آج بھی یہودی پڑھتے ہوں گے تو سمجھتے ہوں گے کہ بدکار اور حرامکار وغیرہ الفاظ ہمارے باپ دادوں کے متعلق ہی استعمال کئے گئے ہیں یا مثلاً حضرت مسیحؑ نے اپنے دُشمنوں کو سانپ اور سانپوں کے بچے قرار دیا ہے اور انجیل میں یہ الفاظ آج تک موجود ہیں۔ یہودی جب بھی یہ الفاظ پڑھتے ہوں گے اُن کے دل دُکھتے ہوں گے کہ یہ سخت الفاظ ہمارے آباء کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں لیکن قرآن کریم نے جہاں مجبوراً بعض سخت الفاظ استعمال کئے ہیں وہاں کسی کا نام نہیں لیا بلکہ اشارۃً ذکر کر دیا ہے کہ بعض لوگ یا بعض قوموں میں یہ نقائص پائے جاتے ہیں یا فلاں فلاں اخلاقی خرابیاں اُن میں موجود ہیں۔ دُشمن ان الفاظ کو پڑھتا ہے تو اس کے دل پر چوٹ نہیں لگتی وہ فوراً کہہ دیتا ہے کہ میں تو ایسا نہیں یہ اور لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پس قرآن کریم کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اُس میں دل آزاری کی کوئی بات نہیں۔

مُطَهَّرَةً کے لفظ سے باطنی خوبی کی طرف بھی اشارہ ہے ایک کتاب کی بڑی باطنی خوبی یہی ہو سکتی ہے کہ جن مطالب کا بیان کرنا ضروری ہو اُس میں اُن کو پُوری طرح بیان کر دیا جائے کسی قسم کا نقص اُن کے بیان کرنے میں نہ رہ جائے۔ یہ خوبی بھی قرآن کریم میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے اُس نے جس مضمون کو بھی لیا ہے ایسی عمدگی سے ادا کیا ہے کہ اُس میں کسی قسم کا نقص ثابت نہیں ہو سکتا۔

غرض قرآن کریم مطالب مقصودہ کے بیان کرنے سے قاصر نہیں۔ جو مطلب اُس نے لیا ہے اُس پر سیر کُن بحث ایسی زبان میں کر دی ہے کہ ہر پڑھنے والا اسے سمجھتا ہے اور ہر مضمون کو ایسا کھول دیا ہے کہ حد ہی کر دی ہے۔ یہ خوبیاں بظاہر معمولی ہیں لیکن قوموں کی اصلاح اور اُن کی بیداری کے لئے اتنی اہم ہیں کہ ان کے بغیر مقصد میں کامیابی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے سب سے زیادہ دُنیا کی اصلاح کی ہے۔

باطنی گند سے پاکیزگی کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ کوئی خلاف فطرت بات اس میں شامل نہ ہو۔ یہ امر بھی قرآن کریم میں انتہا درجہ تک پایا جاتا ہے اور ہر شخص جو قرآنی تعلیم پر ادنیٰ سا بھی تدبّر کرے اُسے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی بات ایسی نہیں جو خلاف فطرت ہو۔

پھر قرآن کریم کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں ہر فطرت کے مطابق تعلیم پائی جاتی ہے کسی قسم کا انسان ہو جب بھی قرآنی تعلیم اُس کے سامنے پیش کی جائے وہ اُس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انسانی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے کئی قسم کے مادے رکھے ہیں کہیں غصّے کا مادہ اس میں پایا جاتا ہے، کہیں رحم کا مادہ اُس میں پایا جاتا ہے اور یہ دونوں مادّے اپنی اپنی جگہ پر نہایت اہم اور ضروری ہیں پس کامل کتاب وہی ہو سکتی ہے جو ہر قسم کی فطرت کو ملحوظ رکھ کر تعلیم دے۔ اگر وہ ہر فطرت کو ملحوظ نہیں رکھتی تو یہ لازمی بات ہے کہ سب انسانوں کی پیاس اُس کتاب سے نہیں بجھے گی ——— مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں ہر فطرت کے تقاضا کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ سخاوت کا مضمون آتا ہے تو ایک سخی کا دِل تسلّی پا کر اُٹھتا ہے۔ اگر اقتصادیات سے دلچسپی رکھنے والا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اپنے مال کو اس طرح نہیں لُٹانا چاہیئے کہ قوم کمزور ہو جائے تو وہ جب قرآن کریم میں پڑھتا ہے کہ مال بھی خدا تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے تو اقتصادی آدمی بھی تسلّی پا کر اُٹھتا ہے اور وہ کہتا ہے ضرور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ یہی حکمت ہے جس کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ کتاب مکنون ہے۔ یعنی گو اس کی ایک کاپی ظاہری کاغذوں پر لکھی جاتی ہے لیکن اس کی ایک نقل آسمانی کاتبوں نے انسانی دماغوں پر بھی لکھ دی ہے۔ فطرت انسانی جن چیزوں کا تقاضا کرتی ہے وہ سب قرآن میں ہیں اور قرآن جن چیزوں کا حکم دیتا ہے وہ سب انسانی فطرت میں موجود ہیں گویا اس کی ایک کاپی انسانی دماغ پر لکھی ہوئی ہے اور ایک کاپی قرآن کریم کے اوراق پر لکھی ہے اسی لئے جب کوئی شخص سمجھ کر اور عقل سے کام لے کر قرآن کریم پڑھتا ہے تو اُسے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کہیں باہر سے حکم نہیں مل رہے بلکہ اُس کے دل کی آواز کو خوبصورت لفظوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ گویا قرآن کریم کوئی نئی شریعت بیان نہیں کرتا بلکہ گویا یوں معلوم ہوتا ہے کہ گراموفون کی سُوئی انسان کے دماغ پر رکھ دی گئی ہے اور وہ انسانی فطرت کی تحریروں کو لفظوں کی زبان میں بدل کر رکھتی جاتی ہے۔ کوئی حکم گراں نہیں گذرتا، کوئی تعلیم نامناسب معلوم نہیں ہوتی، کوئی لفظ طبیعت میں خلجان پیدا نہیں کرتا بلکہ ہر لفظ اور ہر حرف ایک حکیم ہستی کی طرف سے نازل شدہ معلوم ہوتا ہے۔"

(تفسیر کبیر - جزء چہارم حصہ دوم صفحہ ۳۹۴ تا صفحہ ۳۹۶)

مالی جہاد اور قرآن مجید

(از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو روحانی اخلاقی اور قومی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے قرآن مجید عطا فرمایا۔ حضور نے اس کے ذریعہ ان گنت روحانی بیماروں کو شفاء عطا فرمائی قرآن مجید کے متعلق اللہ فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

(سورۃ بنی اسرائیل)

یعنی ہم قرآن مجید کے ذریعہ وہ تعلیم اتار رہے ہیں جو ایمان لانے والوں کے لئے شفاء اور رحمت کا موجب ہے اور ظالموں کو جو اس پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں) خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

ایک اور جگہ پر فرمایا:۔

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔

(سورت طٰہٰ)

یعنی ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں قرآن کی صورت میں اتارا ہے اور اس میں (روحانی اخلاقی اور قومی بیماریوں سے بچنے کے لئے) ہر قسم کے انذار کو کھول کر بیان کر رہا ہے۔ تاکہ لوگ نقصان سے بچیں۔

قرآن مجید کا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں کہ وہ شافی ہے بلکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں انسان کی روحانی اخلاقی وقومی بیماریوں سے شفا پانے اور روحانی استعدادوں کو بڑھانے کے لئے متعدد بیش بہا اور قیمتی نسخے بیان کئے ہیں جن کو استعمال کر کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں لوگ شفایاب ہوئے ہیں ان میں سے ایک نہایت ہی قیمتی نسخہ جو روحانی بیماریوں سے شفایابی روحانی ترقی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید نے بتایا ہے وہ مالی جہاد اور مالی عبادت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنا۔

قرب الٰہی کے حصول کے لئے قرآن مجید نے جس طرح جسمانی اور بدنی عبادات کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح فرمایا کہ [illegible] عبادات کبھی رضائے الٰہی اور قرب [illegible]

ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔

(سورۃ آل عمران)

نیک بندہ بننے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ وہ چند چیزیں جو حضرت انسان کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔ ان میں ایک مال و دولت بھی ہے۔

سورۃ بقرہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے انسان کی خاصیت یہ بتائی کہ:۔

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

یعنی جو نعمتیں ہم انہیں دیتے ہیں ان میں سے کچھ حصہ ہم خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اموال اور اولاد کو فتنہ اور آزمائش کا ذریعہ بھی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(سورت تغابن)

یعنی تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں لیکن ساتھ ہی فرمایا اللہ کے پاس بڑا اجر ہے یعنی اگر اپنے اموال اور اولاد کے سلسلہ میں انسان خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہوں کو اختیار کرے تو یہی دونوں چیزیں ابتلاء اور زحمت کی بجائے رحمت بن جاتی ہیں۔ اس لئے آگے اللہ تعالیٰ نے مالی جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥

ترجمہ:۔ اے لوگو جتنا ہو سکے اور جس قدر تمہاری طاقت میں ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو؛ اور خدا کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو اور اپنے مال اسی کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو لوگ بخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید نے مالی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی متعدد صورتیں بتائی ہیں موجودہ زمانہ کے لحاظ سے مالی جہاد کی ایک اہم صورت قومی اور جماعتی [illegible] کے لئے اموال کا خرچ کرنا ہے مثلاً اشاعت اسلام یا تعلیم یا نظام جماعت کی مضبوطی کے لئے خرچ کرنا ہے قومی اور ملی ضروریات کے لئے خرچ کرنے والے شخص کو ہی نہیں بلکہ ساری جماعت اور سارے نظام کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

(سورۃ توبہ)

یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جہاد کرو۔ یہاں مالی جہاد کو مقدم رکھا اور فرمایا ذٰلکم خیر لکم یعنی یہ تمہارے لئے یعنی سب جماعت کے لئے اور سارے نظام کے لئے اگر تم سمجھو تو بہتر ہوگا اس آیت میں اشاعت اسلام اور نظام جماعت کی مضبوطی اور اسی قسم کے دیگر اہم قومی اور ملی امور پر اموال خرچ کرنے کی طرف قرآن مجید نے توجہ دلائی ہے۔

عام طور پر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہوتا ہے۔ مالی جہاد سے اس لئے گریز کرتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی راہ میں اپنا روپیہ خرچ کریں گے تو غریب و کنگال ہو جائیں گے قرآن مجید نے تفصیل کے ساتھ اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے اسی کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے سے انسان غریب نہیں ہوتا بلکہ اس کے مال میں خدا ایسی برکت ڈالتا ہے کہ وہ مال بڑھتا ہے اور بڑھتا چلا جاتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ انسان اپنا مال خالصۃً لوجہ اللہ اور اسی کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرے چنانچہ اس امر کو قرآن مجید نے نہایت عمدہ مثال دے کر یوں بیان فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٥

(سورۃ البقرہ ع ۳۶)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی ہے جو سات بالیں اگائے اور ہر بالی میں سو دانہ ہو اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت دینے والا ہے۔ اور بہت جاننے والا ہے جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں ان کے رب کے پاس ان کے اعمال کا بدلہ محفوظ ہے اور انہیں نہ تو کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں بتایا ہے کہ اگر تم اپنے کاموں کے لئے اپنے اموال خرچ کرو گے تو جس طرح ایک دانے سے اللہ تعالیٰ سو دانے پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ تمہارے اموال کو بھی بڑھائے گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائے گا جس کی طرف وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ میں اشارہ ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا حضرت ابوبکرؓ نے بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کا پہلا خلیفہ بنا کر انہیں جس عظیم الشان انعام سے نوازا اس کے مقابلہ میں ان کی قربانیاں بھلا کیا حیثیت رکھتی تھیں اسی طرح حضرت عمرؓ نے بے شک کچھ دیا مگر انہوں نے کتنا بڑا انعام پایا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی جو کچھ خرچ کیا اس سے بھی لاکھوں گنا زیادہ انہوں نے اس دنیا میں پایا۔ اسی طرح ہم فرداً فرداً صحابہ کا حال دیکھتے ہیں تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کا یہی سلوک نظر آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیکھو جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس تین کروڑ روپیہ نقد تھا۔ اس کے علاوہ وہ اپنی زندگی میں لاکھوں روپیہ خیرات کرتے رہتے ۔۔۔۔ ۔۔۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ کہہ کر بتایا کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے [illegible] الغناء ہے [illegible] خدا تعالیٰ کے مال میں کبھی

ہو مگر وہ تو بڑی وسعت والا اور بڑی فراخی والا ہے اور پھر وہ علیم بھی ہے جانتا ہے کہ وہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے اگر کوئی شخص کروڑوں کا مستحق ہو تو اللہ تعالیٰ اسے یہ انعام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ دنیا میں ہم روزانہ یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ زمیندار زمین میں ایک بیج ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سات سو دانے بناکر واپس کردیتا ہے۔ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کریگا۔ کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا سات سو گنا ثمر ملتا ہے ..... حضرت مسیح علیہ السلام نے تو انجیل میں اتنا فرمایا تھا:۔

"اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے ہیں اور چراتے ہیں" (متی باب ۶ آیت ۲۰)

لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے خزانہ میں اپنا مال جمع کرو گے تو یہی نہیں کہ اسے کوئی چرائے گا نہیں بلکہ تمہیں کم از کم ایک کے بدلہ میں سات سو انعام ملیں گے ... لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى میں بتایا کہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کے بعد تمہاری یہ کیفیت نہیں ہونی چاہیئے کہ تم میں تکبر کے خیالات پیدا ہو جائیں اور تم یہ کہنا شروع کردو کہ ہم نے تمہیں یہ کچھ دیا تھا یوں مال قربان کیا تھا۔ یوں خدمتِ دین کی تھی کیونکہ ایسا کرنا تمہاری نیکی کو ضائع کردیگا ....

... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک مقام پر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مالی دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کوئی احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ نہیں ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمتِ مالی یا کسی اور قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمتِ دین کا موقع دیتا ہے" ......

.... لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ میں یہ خوشخبری دی کہ ایسے لوگ جو خالصۃً لوجہ اللہ قربانیاں دیں گے وہ اپنے اس اعلیٰ کردار کی وجہ سے خدا کی حفاظت میں ہو جائیں گے۔ اور انہیں اپنے ماضی کی طرف سے بھی سکونِ قلب عطا کیا جائے گا۔ اور ان کا مستقبل بھی نہایت شاندار ہوگا۔

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۶۰۸)

پس جو قوم اور ملت کے لئے مالی جہاد کرنے والا شخص کبھی بھی خسارے میں نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس کے مال کے خرچ کرنے سے قوم مضبوط ہوتی ہے اور ترقی کرتی ہے اور خرچ کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے اجر دیتا ہے۔ اس کے مال میں اضافہ کرتا ہے اور اس طرح مالی جہاد کرنے والے شخص کا خدا تعالیٰ پر یقین بڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی قرآن مجید کے اس نسخہ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور موجودہ زمانہ کے مناسب حال قومی اور ملی مفاد کے لئے مالی جہاد کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسارہ کے بچے اور خاکسارہ اسی طرح میرے خاوند کچھ عرصہ سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے پریشانی ہے۔ درویشان کرام اور بزرگانِ سلسلہ سے گذارش ہے کہ ہماری صحت وسلامتی اسی طرح بچوں کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(موصوفہ نے مبلغ ۱۰/ روپے صدقہ کی مد میں ادا کئے ہیں)

خاکسارہ: شمس النساء بیگم اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب نانڈور

(۲) عزیزم برادرم رفیق احمد الباری ابن مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کالیکٹ (کیرالہ) کی والدہ محترمہ کچھ عرصہ سے دماغی زدگی کمزوری کے عارضہ بیمار چلی آرہی ہیں خود مولوی صاحب موصوف کی بھی صحت اچھی نہیں رہتی تمام احباب سے ہر دو کی شفاء کاملہ دعاجلہ اور صحت و تندرستی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عنایت اللہ قادیانی

فضائل قرآن مجید

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمالِ و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

✻

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

احمدی بچوں کی نمایاں کامیابی

(۱) میری بیٹی طاہرہ شاہین بنت مکرم سمیع الدین الہ دین مرحوم خدا کے فضل سے ایم۔ اے میکالوجی کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئی الحمدللہ۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کیلئے پیش خیمہ بنائے (موصوفہ نے ۲۰/ روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاھا اللہ تعالیٰ)

خاکسارہ: صداقت بیگم سکندرآباد

(۲) میری لڑکی مسمّاۃ نعیمہ اختر سلمہا اس سال بی۔ اے پارٹ I میں فرسٹ آئی ہے الحمدللہ احباب جماعت سے فائنل میں بھی اعلیٰ کامیابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسارہ: کبریٰ بیگم

(۳) عزیزہ سہیلہ طیبہ بنت مکرم برادرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے امسال بی اے فرسٹ ائیر میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ عزیزہ جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو آئندہ نمایاں کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔

عزیزہ نے اس خوشی میں شکرانہ فنڈ میں ۵/ روپے اور اعانتِ بدر کیلئے ۵/ روپے ادا کئے ہیں جزاھا اللہ احسن الجزاء

خاکسار: منظور احمد مبلغ یادگیر

تلاوتِ قرآن مجید کے آداب

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر ❁ بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ

قرآن کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جائے گی۔ پس وہ کتاب جو دنیا میں سب کتب پر فوقیت لے جانے اور جس کی نظیر پیش کرنے سے وقتِ نزول سے قیامت تک جن وانس قاصر رہیں۔ اس کا کمالِ تام اور حسنِ لازوالی آفتاب آمد دلیل آفتاب سے بدرجہا بڑھ کر درخشندہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت ظاہری اور باطنی کی خود ذمہ داری لی ہے۔ یہ اپنی ذات میں ایسی کانِ دلربائی ہے کہ اسے اپنی آرائش و زیبائش اور کمالاتِ حسن کے اظہار کے لئے کسی شی کی حاجت نہیں ؎

حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلآرام را

خدا تعالیٰ نے اسے کلام اللہ کے نام سے امتیاز بخشا ہے اور ہمہ ...؟ ... میں اس کا نزول فرمایا ہے جس طرح اس کی یکتائی کا دعویٰ ہے۔ ایسے ہی اس کی تائید میں دلائل اور علوم موجود ہیں۔ جہاں تک اس کے اندر علوم کے خزائن کا سوال ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کل العلم فی القرآن ولکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

اور اردو میں حضرت بانی جماعت احمدیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

جب ہم عنوانِ مندرجہ بالا کے تعلق سے اس کی آیات پر غور کرتے ہیں تو اس کے سارے آداب خود خدا تعالیٰ کے ہی بیان فرمودہ اس میں پاتے ہیں گویا یہ ایسی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی محاسن اور حسن جمع ہے عارف باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے ؎

ہمہ خوباں عالم را بنور ما ہیارا ببند
تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی شروع ہوا اور آپ کو حکم اِقْرَأْ ملا تو آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اور فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ قرآن میں یہ ذکر موجود ہے کہ کس طرح حضورؐ اسے سیکھتے تھے اور یہ بھی ذکر موجود ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی آپ کو تمام انسانوں کا معلم قرار دیا۔ آپ کے نمونہ کو اسوۂ حسنہ ٹھہرایا تمام دنیا تک اسے پہنچانے کی حضور کی ذمہ داری مقرر فرمائی۔ چنانچہ ابتداء میں لوگوں کو سکھانے کی سہولت کے مدِ نظر یہ سات قرأتوں میں نازل ہوا۔ بعد میں ایک جامع قرأت میں اسے عام کیا گیا اسی بنا پر دنیا میں سبعۂ قرأت کے قاری ابھی تک پائے جاتے ہیں اور حضورؐ نے خود اپنے شاگردوں میں سے منتخب اور لائق قاریوں کو قرأت سکھانے پر مقرر فرمایا قرأت کے سات امام اپنی قرأتوں کو ان اولین صحابہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انہیں سے انہوں نے اس فن میں کمال حاصل کیا اور علم تجوید کو اس تعامل کے طریق سے قراءتِ تامہ کے بعد انہوں نے عوام کی سہولت کے لئے ایجاد کیا۔ ابھی تک دنیا میں ایسے قاری موجود ہیں جو اپنے استادوں کے سلسلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں خود خاکسار نے ہندوستان میں قاری محمد تاج الدین الموصلی کو دیکھا ہے۔ جو ہندوستان کی معروف درسگاہوں میں شیخ التجوید رہے ہیں۔ موصوف ایسا سند اپنے پاس رکھتے تھے اور اپنے شاگردوں میں سے جس کو صحیح معنوں میں اس کا اہل سمجھتے تھے۔ ایسی سند دیا کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید کے لامتناہی محاسن اور رعنائیوں میں سے حسنِ قرأت بھی ایک عمدہ وصف ہے جو شخص علاوہ دوسری خوبیوں کے اس کو بھی بقدرِ استطاعت ہمت و امکان ملحوظ رکھتا ہے وہ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ کے زمرہ میں شامل ہے اور اس کا استغراق بحریفِ الفرقان کو خصوصیت کا مرکب بنا دیتا ہے۔ اب اس زمانہ میں لوگوں نے قرأت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو نظر انداز کر کے زیر زبر کی قرأت کی بنا پر صحیح وغیر صحیح کے فتوے دینے شروع کر دیئے ہیں اور دوسری دینی امور کی طرح اس میں بھی افراط و تفریط کے مرتکب ہونے کے علاوہ غلو کر انتہا تک پہنچا کر ایک دوسرے کو تکفیر بازی کا ہدف بنانے کا مکروہ مشغلہ اختیار کیا ہوا ہے۔ غالباً ایسی لوگ ہیں جو حضور کے اس فرمان کی زد میں آتے ہیں حدیث مشہور لیٹا میں آیا ہے

رُبَّ قَارِیٍٔ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ

لیعنی بہت سے قاری ایسے ہوتے ہیں جن پر قرآن لعنت بھیجتا ہے۔ گو اور بھی کئی وجوہات قرآن میں جابجا موجود ہیں جو انسان کو موردِ لعنت بنا دیتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ان سب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بھلا خدائی انتخاب سے بڑھ کر اور کونسا انتخاب ہوگا۔ اور خدائی معلم سے بڑھ کر کس کی قرأت لائق سند ہو سکتی ہے جس کے ہر فعل کو خدا تعالیٰ نے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اب ذیل میں قرآن مجید میں بیان شدہ آداب اور ان کی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک میں تشریح مختصراً لکھی جاتی ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

(1) قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا ظاہری و باطنی طہارت کو ملحوظ رکھے۔

(2) قرآن میں حکم ہے اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ کہ قرآن کی تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا کرو اسی طرح قرآن کے آخر میں معوذتین جو ہمیں ہر عمل کے حسنِ انجام کے لئے استعاذہ کی ترغیب دلاتی ہیں۔

(3) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ قرآن کی ہر سورت کا حصہ ہے جب کسی سورت کے شروع سے تلاوت کرنی ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا چاہئے اسی طرح جو نیک کام بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کیا جائے وہ بابرکت ہوگا۔ اس میں تلاوت بھی شامل ہے۔

(4) قرآن میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا نیز فرمایا ہے اِذَا قَرَأْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ اسی بنا پر حضور کا ارشاد ہے۔

اقرأوا القرآن بلحون العرب
واصواتہا۔

یعنی قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور مشائخ قرأت کے منہ کی حرکات کے مطابق عربی لحن اور عربی اصوات میں پڑھو اور اسی بناء پر قول کا مقولہ ہے۔ یَتَلَقَّفُ مِنْ اَفْوَاہِ الْمَشَائِخِ کہ محض سماع سے تلفظ کی ادائیگی کما حقہ نہیں ہو سکتی مشائخ یعنی سکھانے والے اساتذہ کے منہ کی حرکات سے ادائیگی مخارج اور صوتِ تلفظ عربی اصوات اور عربی لحن کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے

وَلَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا

(5) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ اپنی خوش آوازی سے قرآن کی تزئین کرو بلکہ اس بارہ میں یہ بھی ارشاد ہے مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا کہ جو شخص قرآن مجید خوش الحانی اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(6) ایک حدیث میں آپؐ کی قرأت کے بارے میں لکھا ہے کَانَ یَمُدُّ صَوْتَہٗ مَدًّا گویا آپ تلاوت میں مدوں کی ادائیگی فرماتے تھے یا الفاظ کو طوالت سے ادا فرماتے تھے۔ گویا حضور اغراضِ تلاوت کو بخوبی ملحوظ رکھتے تھے۔

(7) جب حضورؐ تلاوت فرماتے ہوئے آیاتِ عذاب پڑھتے تو رک جاتے اور دعائے استغفار فرماتے اور جب آیاتِ رحمت پڑھتے تو توقف فرماتے اور دعا فرماتے۔

(8) حضرت ام سلمہ سے آپ کی قرأت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:-

نَعَتَتْ قِرَاءَتَہٗ فَاِذَا ھِیَ
تَنْعَتُ قِرَاءَۃً مُفَسَّرَۃً حَرْفًا
حَرْفًا

یعنی آپؐ کا تلفظ نہایت واضح ہوتا جس سے ہر ہر لفظ اور حرف الگ الگ سمجھ میں آ جایا کرتا۔ اور ایک روایت میں ہے

یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقْرَأُ اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ
وَکَانَ یَقْرَؤُھَا مٰلِکِ یَوْمِ
الدِّیْنِ

یعنی حضور قرآن کو علیحدہ علیحدہ کیا کرتے تھے مثلاً الحمد للہ رب العلمین اس کے بعد وقف فرماتے پھر تلاوت کیا کرتے الرحمن الرحیم۔ پھر ٹھہر جاتے اور مالک یوم الدین پڑھتے

(9) حضور فجر مغرب اور عشاء میں قرأت بالجہر اور ظہر عصر میں قرأت بالسر سے نماز ادا فرماتے دونوں قرأتوں کی مثال حضور نے صدقہ سے دی ہے کہ ان کا حکم صدقہ کی طرح ہے۔ جو لوگوں کے سامنے بھی دینا جائز ہے اور چھپا کر دینا بھی جائز ہے غرضیکہ جیسے حالات کا تقاضا ہو کرنا چاہئے حضرت ابو بکرؓ کو حضورؐ نے میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی تھی

(10) ایک حدیث میں آتا ہے اقرأوا القرآن بالحزن فانہ نزل بالحزن یعنی عاشقانہ لحن سے قرآن پڑھنا چاہئیے۔ سب سے احسن قرأت یہی ہے ایسی قرأت میں اگر ظاہری آداب بجا لانے میں بشری تقاضے کے ماتحت کمی بھی رہ جائے تو محبت سے پڑھنا اس کی تلافی کا موجب ہو جاتا ہے جیسا کہ

حضرت بلالؓ جو حبشی تھے۔ عربی تلفظ اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے تھے اور "ش" کی بجائے "س" ادا فرماتے تھے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذان کا "ش" کی بجائے "س" ادا کرنا خدا تعالےٰ کو زیادہ پسند تھا۔ غرضیکہ ہر نیکی کی جڑ تقویٰ ہے اسی بناء پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہری آداب ملحوظ نہ رکھے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم ادائیگی کا جائزہ لیتے رہتے تھے بلکہ بعض مواقع پر حضورؐ نے بعض صحابہؓ سے قرآن سنا۔ اور عمدہ قرأت حسن کر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ یہ سب امور تقویٰ میں شامل ہیں۔

(۱) حضورؐ نے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں قرآن مجید کے دور کو پسند فرمایا۔ اور کم از کم تین دن میں اور فرمایا ہے کہ اس سے کم میں جو ختم کرے تو گویا وہ سمجھ نہیں سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے حکم دیا کہ قرآن مجید چالیس دن میں پڑھا کرو۔ ہر رمضان میں جبرئیل نے قرآن مجید کا ایک دور مکمل کیا کرتے تھے۔ (تفسیر نزول) اور جس سال حضور کا وصال ہوا اسی رمضان میں دو مرتبہ آپؐ نے دور مکمل کیا غرض کہ ان میں سے جو طریق کسی کے لئے اختیار کرنا میسر ہو فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے حکم کے مطابق اسے اختیار کرنا چاہیئے آخری زمانہ کے بارہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ قرآن دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ اور صرف رسم الخط باقی رہ جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ پیشگوئی اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو حضور صلعم کا بروز کامل بنا کر مبعوث فرمایا اور بذریعہ الہام ظاہر فرمایا ہے کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے جو حقائق و معارف نازل فرمائے وہ معجز قرآن ہیں۔ اور آسمانی دودھ سے مشابہت رکھتے ہیں جو بصورت حق نیچے اتر جاتا ہے اور آپؑ کے اس مائدہ سے روگردانی ہونے والے جو غفلت خوردہ ہیں وہ دستر خوان کا پس خوردہ ہوتا ہے جو علماء اور عوام کا امام کی ضیافت کے لئے پیش کرتے ہیں تو ایسی چیز حلق سے کیسے نیچے اُتر سکتی ہے جیسا کہ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے۔

استخوان پیش سگاں انداختیم

اسے بھی یہی مراد ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے تلاوت قرآن مجید کے آداب کے تعلق سے روح الفارسیت کی تائید جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ ذیل ہے۔

(۱) خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء)

(۲) انسان کو چاہیئے قرآن شریف بکثرت پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آئے دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آئے تو اس سے پناہ مانگے۔

(۳) دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو بار بار پڑھے۔ (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء)

(۴) تلاوت کرتے وقت جب قرآن کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ کے عذاب سے خدا تعالےٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جائے۔ اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہیئے۔ اور پھر اس پر عمل کیا جائے۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۵) قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالےٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

(۶) جو علمی ترقی چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آسکے دریافت کرے اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ اٹھائے۔ (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء)

(۷) قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے … جب تک نظام اور ترتیب قرآن کو مدنظر نہ رکھا جائے اور اس پر پورا غور نہ کیا جائے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۹ء)

(۸) قرآن بھی انہیں لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف پڑھیں۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

خدا تعالےٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے تمام ارشادات پر صحیح معنوں میں چلنے اور قرآن مجید کی برکات و فیوض سے کما حقہٗ فیضیاب ہونے کی توفیق بخشے۔

محاسنِ قرآن کریم

کلامِ منظوم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے شکرِ ربِّ عزّوجل خارج از بیاں — جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اُس سے ہمارا پاک دِل و سینہ ہو گیا — وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا — ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا! — شیطاں کا مکر و وسوسہ بے کار ہو گیا
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے — بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
جو لوگ شک کی سردیوں میں تھرتھراتے ہیں — اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں

(منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ اوّل)

* * *

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں — غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا — دلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے۔
اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا — راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بُلائے — سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
کہتے ہیں حُسنِ یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن — خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یُوسف تو سُن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا — یہ چاہ سے نکالے اس کی صدا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آپ کا فرض

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو تقریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریکِ جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے"۔

یعنی احباب کا فرض ہے کہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا خدا تعالےٰ کے نام کو گھر گھر میں آسانی سے پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے دادا محترم منشی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ کی پچھلے کئی دنوں سے طبیعت خراب چلی آرہی ہے۔ اسی طرح خاکسار کی والدہ محترمہ کے پیٹ میں اکثر تکلیف رہتی ہے ہر دو کی کامل شفایابی اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر پانے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ مصلح الدین سعدی قادیان

قرآنِ کریم کی روشنی میں

اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو جامع اور اعلیٰ دستورِ زندگی قرار دیا ہے جیسے کہ فرمایا

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل: ۱۰)

یعنی یہ قرآن یقیناً اس راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ درست ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید نے جہاں حقوق اللہ کو پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے وہاں اُس نے حقوق العباد کو بھی کامل جامعیت، اور فطرتی اصولوں کے مطابق نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور حقوق العباد کی اس میں ایسی دلکش تفصیل ہے کہ ہر ایک کو اُس کا صحیح مقام دیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل مذہبی اور غیر مذہبی دُنیا میں جو افراط وتفریط پائی جاتی تھی اُسے قرآن نے نہایت اعتدال پر قائم فرمایا۔ انہی میں سے عورتوں کے حقوق اور اُن سے حسنِ معاشرت کا مسئلہ بھی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی تہذیب، وتمدن میں اور کسی بھی دین و مذہب میں عورت کو اُس کی فطرت کے مطابق وہ حقوق نہیں دیئے گئے جو قرآن نے دیئے ہیں۔ یہ قرآن ہی ہے جس نے پاکیزگی فطرت، تمدنی حقوق اور قربِ الٰہی پانے کے لحاظ سے مرد وعورت کو مساوی قرار دیا ہے۔

چنانچہ ایک طرف تو قرآن مجید نے یہ بیان فرمایا کہ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا ..... الآیہ

(سورة نساء : ۲)

یعنی عورت تم سے کوئی علیحدہ جنس نہیں بلکہ جذبات واحساسات وغیرہ میں تمہارے برابر ہے۔

اور دوسری طرف یہ فرمایا کہ

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ (سورة نساء : ۱۲۵)

یعنی جو کوئی نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت پھر وہ مومن بھی ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اس میں واضح طور پر یہ بتلایا گیا ہے کہ رُوحانی ترقیات کے دروازے صرف مردوں کے لئے ہی نہیں کھلے بلکہ عورتیں بھی اپنے اعمال کے مطابق مدارجِ عالیہ حاصل کر سکتی ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ فطرت، خلقت، اور نزاکت وضُعف کے اعتبار سے عورتوں پر مردوں کو نگران مقرر کیا گیا ہے جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔

یعنی مرد عورتوں پر اُس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اُن میں سے بعض کو دوسروں پر دی ہے نگران قرار دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا اس اعتبار سے اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت کے تعلق میں مردوں پر بڑی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جنہیں قرآن نے تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ اختصاراً یہاں چند اُمور کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

گھریلو زندگی میں سب سے پہلے بیوی کے مساویانہ حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے قرآنِ مجید فرماتا ہے:-

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (بقرہ : ۲۲۹)

یعنی دستور کے مطابق بیویوں کے بھی ویسے ہی حقوق اور ذمہ داریاں ہیں جیسے کہ مردوں کے حقوق اور ذمہ داریاں ــــ شوہر کے حقوق پر تو تمام مذاہب نے زور دیا ہے۔ مگر بیوی کے حقوق کو سب ہی نے پسِ پُشت ڈال رکھا تھا۔ قرآن مجید ہی وہ پہلی الہامی کتاب ہے جس نے بیویوں کے بھی حقوق کو شوہروں سے منوایا ہے۔ اور یہ صرف نظریہ اور تعلیم ہی نہیں بلکہ حضرت شارع بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً عورتوں کے حقوق کا اس قدر خیال رکھا کہ آپؐ نے جو آخری خُطبہ حج کے موقعہ پر عرفات میں دیا تھا اُس میں بھی تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا

"لوگو! کچھ حقوق تمہارے عورتوں کے ذمہ ہیں اور کچھ حقوق اُن کے تمہارے ذمہ ہیں۔ اپنی بیویوں سے رحم سے پیش آؤ۔"

اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دُوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ اُن بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات اُن سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ اُن کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہیئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صُلح ہو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت کے تعلق میں قرآن مجید نے مزید فرمایا ہے:-

وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(سورة نساء : ۲۰)

یعنی اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرو۔ اور دُوسری جگہ فرمایا:-

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا (سورة نحل : ۷۳)

یعنی اللہ نے تمہارے لئے تم میں سے تمہارے ہی جیسے جذبات رکھنے والی بیویاں بنائی ہیں۔

پس اہلِ خانہ سے نیک اور اچھے سلوک کے ساتھ اُن کے جذبات واحساسات کا خیال رکھنا بھی قرآن مجید نے از بس ضروری قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صمیم قلب سے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپؐ سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ یعنی تم میں سے سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہے۔ اور میں تم سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔ اور یہ صرف زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ عملاً آپؐ نے اُمورِ خانہ داری میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹایا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات گھر میں جھاڑو بھی دے لیتے تھے۔ اور پھر بیویوں کی سیر وتفریح اور اُن کے جذبات واحساسات کا خاص خیال رکھتے جس کی تفاصیل کُتبِ احادیث میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ مختصراً یہ کہ جب کسی سفر پر جاتے تو قُرعہ اندازی کے ذریعہ جس بیوی کا نام نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ ایک دفعہ چند حبشی ورزشی کرتب دکھا رہے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپؐ چادر کا پردہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت عائشہؓ آپؐ کے دوشِ مبارک کا سہارا لے کر دیکھنے لگیں۔ اور جب تک وہ خود تھک کر ہٹ نہ گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پردہ کئے کھڑے رہے۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ آپؐ دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایک موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محرمِ راز سمجھ کر گھریلو زندگی سے متعلق آپؐ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اُمہات المومنین کا حق ترجمانی ادا کرتے ہوئے یہ جواب دیا کہ

"کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ"

یعنی حسنِ معاشرت کے بارے میں قرآن کریم میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سب کا سب انتہائی شان میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں نظر آتا تھا۔

موجودہ دور میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی یہی نمونہ پیش فرمایا۔ چنانچہ سیرة المہدیؑ میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ریلوے سٹیشن پر ٹہل رہے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ سے کہا، لوگ کیا کہیں گے۔ آپ حضورؑ سے کہہ دیں کہ بیوی صاحبہ کو بٹھا دیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا، آپ خود جا کر کہہ دیں۔ میں تو نہیں کہہ سکتا۔ آخر آپؓ گئے اور سر نیچے ڈالے ہوئے واپس آ گئے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے پوچھا کہ حضورؑ نے کیا جواب دیا تو کہنے لگے، جب میں نے کہا حضور! اس طرح ٹہلنے پر لوگ اعتراض کریں گے۔ تو آپؑ ٹھہر گئے اور فرمایا:-

"لوگ کیا اعتراض کریں گے؟ کیا یہ کہیں گے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے۔"

پس اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت کے بارے میں جس تعلیم کو مسلمان بھلا چکے تھے اُسے دوبارہ آپؑ نے قائم فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سے اُونچی آواز میں بولے تو حضور علیہ السلام کو الہام ہوا:-

"یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو۔"

خود حضرت مہدی علیہ السلام کا اپنا یہ حال تھا کہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور دُرشت کلمہ مُنہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد بہت دیر تک استغفار کرتا رہا۔ اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ دُرشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیتِ الٰہی کا نتیجہ ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲)

قرآنِ مجید کی اِسی تعلیم کی روشنی میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ:-

"یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیز ہیں کہ اُن کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لأھلہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں! دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو ......

اس لئے اُن کے واسطے اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ

عاشروھنّ بالمعروف

ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہہ ضروری چیز ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ۱۴۷)

اسی طرح قرآن مجید نے حُسنِ معاشرت کے لئے اس اصول کی بھی رہنمائی کی ہے کہ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔ (بقرہ : ۱۸۸)

یعنی عورت اور مرد باہم ایکدوسرے کا لباس ہیں۔ پس جس طرح لباس انسان کے بہت سے عیوب کو ڈھانک دیتا ہے اسی طرح خاوند کے ذریعہ بیوی کے اور بیوی کے ذریعہ خاوند کے عیب ڈھک جاتے ہیں۔ گویا ایکدوسرے سے چشم پوشی اور درگذر کی تعلیم بھی اس میں دی گئی ہے اور عفت اور پاکیزگی قائم کرنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے شادی کے رشتہ کو

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ

(نساء : ۲۵)

قرار دیا ہے یعنی سفلی جذبات کے تحت شہوت پوری کرنے کی غرض سے شادی نہ کی جائے بلکہ پاکدامنی اختیار کرنے کے لئے یہ رشتۂ ازدواج قائم ہو۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک رفق۔ نرمی۔ محبت اور حُسنِ معاشرت نہ ہو یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔

بسا اوقات گھریلو زندگی میں اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے کہ یا تو باوجود قابلیت کے عورتوں کو کسی قسم کے کسب معاش کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ یا پھر اگر کوئی عورت پردہ کی رعایت کے ساتھ کسی صنعت یا تجارت یا ملازمت سے کچھ نفع حاصل کرتی ہے تو مرد اُس پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم نے یہ ہدایت دی ہے کہ

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ .... الآیۃ (نساء : ۳۳)

یعنی اپنی محنت کا ثمرہ لینے کے اعتبار سے بھی عورت و مرد کے حقوق مساویانہ ہیں اس وجہ سے اہلِ خانہ کے ساتھ حُسنِ معاشرت متأثر نہیں ہونی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری جگہ قرآن مجید نے یہ حکم دیا ہے کہ:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔

(النساء : ۲۰)

مومنوں کے لئے یہ جائز ہی نہیں ہے کہ وہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جائیں۔

پھر حُسنِ معاشرت میں ایک اہم مسئلہ وراثت کا بھی ہے۔ اس تعلق میں بھی قرآن مجید نے نہایت واضح رنگ میں فرمایا ہے کہ

وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْہُ اَوْ کَثُرَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا۔ (النساء : ۸)

یعنی جس طرح ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کا وارث مرد ہے اسی طرح عورت بھی ترکہ میں پوری حقدار ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے مفصّل حقوق وراثت کا ذکر فرمایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اہل خانہ سے حُسنِ معاشرت کے تعلق میں قرآن مجید نے مستقل ایک سورۃ "النساء" میں جملہ امور کو بڑی ہی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے علاوہ ازیں مجمل طور پر سارے قرآن ہی میں ایسے احکام پائے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قرآن نے عورت کو نہ صرف گھر میں بلکہ پورے معاشرے میں ایک نہایت معزز اور مساویانہ درجہ عطا کیا ہے۔ اور ایسی تعلیمات میں بھی قرآن مجید کو ایک منفرد مقام حاصل ہے -!-

درخواست دُعا

مکرم شکور احمد صاحب ندیم لنڈن کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت علیل ہے۔ اور ان کے والد محترم مکرم محمد یامین صاحب ندیم بھی بعارضہ بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ دونوں کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے!

منظوم کلام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

خُدا کا اس قدر ہے ہم پہ احساں ⁂ کہ جس کو دیکھ کر ہوں سخت حیراں
نہیں معلوم کیا خدمت ہوئی تھی ⁂ کہ سکھلایا کلامِ پاکِ یزداں
جسے اس نُور سے حصہ نہیں ہے ⁂ نہیں زندوں میں ہے وہ جسمِ بے جاں
یہی دِل کی تسلّی کا ہے موجب ⁂ اسی سے ہو میسّر دیدِ جاناں
یہی ہر کامیابی کا ہے باعث ⁂ یہی کرتا ہے ہر مشکل کو آساں
یہ نعمت ہم کو بے خدمت ملی ہے ⁂ سکھایا ہے ہمیں مولیٰ نے قرآں

خُدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَوْفَی الْاَمَانِیْ

کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے ⁂ یہ سب بیماریوں کی اک دوا ہے
یہی اک پاک دِل کی آرزو ہے ⁂ یہی ہر متّقی کا مدعا ہے
یہ جامع کیوں نہ ہو سب خوبیوں کا ⁂ کہ اس کا بھیجنے والا خدا ہے
مٹا دیتا ہے سب زنگوں کو دِل سے ⁂ اسی سے قلب کو ملتی جِلا ہے
خِضر اس کے سوا کوئی نہیں ہے ⁂ یہی بھُولے ہوؤں کا رہنما ہے
جو اس کی دید میں آتی ہے لذّت ⁂ وہ سب دُنیا کی خوشیوں سے سوا ہے
ہمیں حاصل ہے اس سے دیدِ جاناں ⁂ کہ قرآں مظہرِ شانِ خُدا ہے

خُدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَوْفَی الْاَمَانِیْ

درخواست ہائے دُعا

(۱) مکرم عبدالجلیل صاحب سکریٹری مال دینا گور عرصہ دراز سے سخت بیمار چلے آرہے ہیں اور سکلاس پور ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ احباب اِن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائیں۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

(۲) میرا بیٹا عزیز منصور محمود احمد ابن مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان امسال خدا تعالےٰ کے فضل سے ایس۔ ایس۔ ایل۔ سی کے امتحان میں کامیاب ہوا ہے۔ اس خوشی میں درویش فنڈ میں ۱۵/- روپے اور اعانت بدر میں ۵/- روپے ادا کئے گئے ہیں احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کے لئے پیش خیمہ بنائے۔ خاکسارہ: زاہدہ بیگم۔ شموگہ

(۳) میرے شوہر مکرم مزمّل احمد خان صاحب اور میرا بیٹا عزیز منصور احمد خان کی طبیعت علیل ہے ہر دو کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسارہ: قدسیہ سلطانہ۔ بوکارو

عبادات کے متعلق قرآنی تعلیمات!

: محمد انعام غوری

انسان کی پیدائش کی غرض

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر کام کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کائنات کی کوئی چیز بھی بلا مقصد پیدا نہیں کی۔ مثال کے طور پر گائے، بیل، بھینس وغیرہ کی پیدائش کا یہ مقصد ہے کہ وہ انسان کی خدمت کریں چنانچہ انسان انہیں ہل میں جوتنے یا بار برداری وغیرہ کے کام میں استعمال کرتا ہے اور ان کا دودھ استعمال کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ان چوپایوں کی خلقت کا اور کوئی مقصد نہیں ——!

انسان جو اشرف المخلوقات ہے، کائنات کی ہر شئے کو اسکا خادم بنایا گیا ہے۔ چاند سورج ستارے، زمین و آسمان، سمندر و پہاڑ غرضیکہ مافی السمٰوٰت والارض انسان ہی کے لئے مسخر کیا گیا ہے —— ظاہر ہے حضرتِ انسان کے لئے جو اس قدر اہتمام کیا گیا ہے تو یقیناً اس کی زندگی اور پیدائش کی کوئی غرض مقرر ہوگی۔ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کوئی کام بے مقصد نہیں کرتا تو خدا تعالےٰ جس نے ساری کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا لیکن خود انسان کی پیدائش کے لئے کوئی مقصد مقرر نہ کیا یہ عقلاً بھی محال ہے اور واقعات کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ جو استعدادیں اور صلاحیتیں انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہیں وہ اس امر کا تقاضہ کرتی ہیں کہ اس کی زندگی کا ایک اعلیٰ مقصد ہونا چاہیئے ورنہ صرف کھایا پیا اور ازدواجی تعلقات قائم کر لئے تو یہ تو جانور بھی کرتے ہیں۔ پھر انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کا کیا مطلب! پس ثابت ہوا کہ انسان کی پیدائش کا ایک اعلیٰ اور ارفع مقصد ہے اور وہ ہے خدا کی عبادت۔ جیساکہ خدا تعالےٰ نے انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی بیان کرتے ہوئے فرمایا:—

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات: ۵۷)

کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

عبادت کے معنے

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالےٰ کو انسان کی عبادت کی کچھ احتیاج نہیں۔ یعنی وہ اپنے بندوں کی عبادت کا بھوکا نہیں بلکہ انسان کو اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہوجائے اور اس کی صفاتِ حسنہ کا نقش اپنی زندگی کے صفحات پر منقش کرلے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح گیلی مٹی ہر نقش کو بآسانی قبول کرلیتی ہے اسی طرح انسان کمال عاجزی و انکساری کا مجسمہ بن کر اپنی مرضی کو اپنے خالق و مالک کی مرضی کے تابع کرلے اور یہی عبادت کا مفہوم ہے جیساکہ لغت میں بھی اس کے یہی معنے بیان کئے گئے ہیں:—

i۔ الطاعة مع الخضوع۔ عاجزی و انکساری کے ساتھ اطاعت کرنا۔

ii۔ اصل العبودية الخضوع والذل عبادت کا اصل عجز و انکسار ہے۔

iii۔ العبادةُ فعلٌ مايرضى به الربُّ عبادت سے مراد فعل ہے جس کے ذریعہ سے اس کا رب راضی ہوجائے۔

عبادت کی مستحق صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے

ایک جاہل انسان بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی اس کا نوکر ہو اس کے گھر کھاتا ہو، اس سے تنخواہ لیتا ہو اور کام دوسرے گھر کا کرآئے۔ یہ بات نہیں ہوسکتی۔ جس کا کھانا اسی کا گانا تو ایک عام محاورہ ہے تو اس ہستی کے متعلق کیا خیال ہے جو انسان کے سر کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں کی انی تک کا خالق و مالک ہے —— وہی ہستی عبادت اور پرستش کے لائق ہے کیونکہ وہ واحد، غنی، غالب اور سمیع بصیر اور عالم الغیب ہے اور کائنات کے ذرّے ذرّے کا خالق و مالک ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:—

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

(بقرہ آیت ۲۲)

کہ اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ اس عبادت کے نتیجہ میں تم متقی بن جاؤ۔

انسان کے اندر عبادت کیلئے ایک جوش ودیعت کیا گیا ہے

ظاہر ہے اللہ تعالےٰ نے جب انسان کی پیدائش کا یہ مقصد مقرر فرمایا ہے کہ وہ اس کا حقیقی عبد بن جائے، اس کا مقرّب بن جائے، اس کی صفات اور اس کے رنگ میں رنگین ہوجائے، تو اس کے لئے ایسی استعدادیں بھی انسان کے اندر ضرور ودیعت کی ہوں گی —— اور یقیناً ودیعت کی ہیں جیساکہ قرآن مجید اس کے متعلق فرماتا ہے:—

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ

(انشقاق آیت ۷)

کہ اے انسان تو پورا زور لگا کر اور مشقت اٹھا کر اپنے رب کی طرف جانے اور اس سے ملاقات کرنے والا ہے —— یعنی انسان کے اندر ایسی صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں کہ وہ اپنے رب کی رضا اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے —— اور ایسی کتنی ہی مثالیں ہیں کہ انسان نے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے فنا کے دشت و صحرا عبور کئے اور پھر بقا کی پرفضا وادی سے ہوتا ہوا لقا کے جنّتُ النّعیم میں داخل ہوا اور ہمیشہ کے لئے وہیں کا ہوکر رہا ——!!

اسلامی عبادات

یوں تو ہر مذہب نے خدا کی عبادت پر زور دیا ہے اور اس کے لئے مختلف طریق بتائے ہیں لیکن اسلام نے جہاں معبودِ حقیقی کی مکمل اور غیر مبہم تصویر ہمارے سامنے پیش کی وہاں اس کی عبادت کے بھی ایسے سہل اور جامع اور نفع بخش اور اعلیٰ و اکمل طریق بتائے ہیں کہ انسان اگر پوری شرائط کے ساتھ ان طریقوں کو اپنا لے تو اپنی پیدائش کی غرض و غایت کو حاصل کرنے میں بہت جلد اور آسانی سے کامیاب ہوجائے۔

تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں۔ موٹے طور پر وہ پانچ عبادات جو اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، ایک ان میں سے اعتقادی اور باقی چار عملی ہیں۔ ان کے احکامات قرآن مجید کی روشنی میں نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

① کلمہ شہادت

کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ کا اقرار ہر اس شخص کے لئے جو دینِ اسلام کو قبول کرے ضروری ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام کا خلاصہ اور لبّ لباب یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ صرف اور صرف وہی ذات عبادت اور پرستش کے لائق ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں —— توحید باری تعالیٰ کے متعلق قرآن مجید نے ایسے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں تعلیم دی کہ کوئی اور مذہب اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جیساکہ فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(ہم ہر زمانہ کے مسلمان کو حکم دیتے ہیں کہ تو (دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا کہ (اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں (اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے (تفسیر صغیر)

دوسری طرف شرک کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:—

i۔ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (نساء آیت ۳۷) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

ii۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۱۴) یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآنی ارشاد ہے:—

i۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

(یٰس آیت ۴)

یقیناً تو (اے محمد صلعم) رسولوں میں سے ہے

ii۔ اٰمِنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

(محمد آیت ۳)

(اے لوگو، جو کچھ حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا ہے اس پر ایمان لے آؤ۔

iii۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران آیت ۳۲)

(اے محمد صلعم) تو لوگوں میں اعلان کردے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (اس کے نتیجہ میں) اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔

پس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کا اقرار ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک، تمام صفاتِ حسنہ کا مالک جانتا اور یقین کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شرک جلی و خفی سے کلّی اجتناب کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کو اللہ کا سچا رسول اور نجات دہندہ تسلیم کرتا ہے —— اگر اس اقرار کے باوجود شرک جیسے ظلم عظیم کا ارتکاب کرتا ہے اور خدا کے آستانہ کو چھوڑ کر معبودانِ باطلہ کے آگے سر جھکاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نجات دہندہ یقین کرتا ہے اور نہ آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے تو اس کے قول اور عمل میں تضاد پایا جائے گا پس کلمہ شہادت پر اعتقاد اور اس کے اقرار

کے ساتھ ساتھ اس کے مطابق اعمال ضروری ہیں۔

(۲) نماز

حکم :۔ نماز کے متعلق خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (نور آیت ۵۷)

نماز کو قائم کرو یا نماز کو کھڑی کرو کیونکہ نماز تو ہر دم گرا چاہتی ہے۔ شیطان انسان کو خدا کے دربار میں پہنچنے سے بار بار روکنے کی کوشش کرتا اور اسے کبھی کہیں اور کبھی کہیں لے جاتا اور اس کی نماز کو خراب کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اس لئے فرمایا نماز کو کھڑی رکھنے کی کوشش میں لگے رہو۔

شرائط نماز :۔ عبادت میں چونکہ رُوح کے ساتھ جسم بھی شریک ہوتا ہے اس لئے جسمانی پاکیزگی کو لازمی قرار دیا گیا۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کی آیت ۷ میں واضح طور پر نماز سے پہلے وضو کرنے اور ناپاک ہونے کی صورت میں نہانے کا حکم دیا۔ اور پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک مٹی سے تیمم کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔

ii۔ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی (نساء آیت ۴۴)

خمار کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (اختلاف: دفعہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے یا کبھی ضرورت سے زیادہ کھا پینے کی وجہ سے یا کبھی کسی بیماری کی وجہ انسان پر مدہوشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ایسی حالت میں نماز کی ممانعت کر دی گئی۔ کیونکہ نماز تو اپنے رب سے مناجات کا نام ہے اور اس کے لئے ہوش وحواس کا درست ہونا ضروری ہے۔

نماز کا نقشہ :۔ اسلامی نماز جملہ مذاہب کی عبادتوں کے مقابلہ میں نہایت جامع عبادت ہے جس میں عاجزی و تذلّل کے جملہ طریق ادب سے کھڑا ہونا۔ کمر کو جھکا دینا۔ دو زانو ہو کر بیٹھ جانا اور سجدہ میں گر جانا وغیرہ خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ایک مخصوص شکل میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کا نقشہ یوں بیان کیا گیا ہے :۔

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (حج آیت ۲۷)

اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کے لئے اور رکوع کرنے والوں کے لئے اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر۔

نماز مقررہ اوقات میں پڑھنی چاہیئے :۔ فرمایا

i۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (نساء آیت ۱۰۴)

کہ نماز مومنوں پر یقیناً ایک موقّت فرض ہے۔

ii۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (بنی اسرائیل آیت ۷۹)

تو سورج ڈھلنے کے وقت سے لیکر رات کے خوب تاریک ہو جانے تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ)

اس طرح مختلف معیّن اوقات میں ایک دن میں پانچ نمازیں مسلمانوں پر فرض کی گئیں جن کی مقررہ اوقات میں ادائیگی ہر مسلمان پر واجب ہے!

نماز کے فوائد :۔ نماز کے بے شمار فوائد ہیں۔ بنیادی طور پر قرآن کریم نے نہایت جامع رنگ میں یہ بتایا :۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (عنکبوت آیت ۴۶)

یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے گھر کے آگے نہر چلتی ہو اور وہ اُس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اُس کے جسم پر کچھ میل رہ سکتی ہے ―― یہی حال پنجوقتہ نمازیں ادا کرنے والے کا ہے۔

(۳) روزہ

فرضیت :۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ (بقرہ آیت ۱۸۴)

کہ اے ایمان دارو! تم پر روزے اُسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

حکم :۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ (بقرہ آیت ۱۸۶)

تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی (واجب) ہوگی۔

روزہ کی کیفیت :۔ روزہ میں یہ حکم ہے کہ انسان کھانے پینے اور تعلقات ازدواجی قائم کرنے سے اجتناب کرے گویا ایک مقررہ وقت کے لئے روزہ دار خدا تعالیٰ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کر لیتا ہے ――

روزہ کی کیفیت کے متعلق ارشاد خداوندی ہے

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ (بقرہ آیت ۱۸۸)

کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

روزہ کے فوائد :۔ یوں تو روزے کے بہت سے فوائد ہیں لیکن قرآن کریم نے سارے فوائد کو ایک چھوٹے سے جملے میں بیان کر دیا فرمایا روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (بقرہ ۱۸۴)

تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو!

(۴) حج

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ حسب توفیق مکّہ مکرمہ میں جمع ہو کر بیت اللہ شریف کا حج کریں۔ مقررہ دنوں میں مخصوص رنگ میں خدا تعالیٰ کی عبادت کریں اور قربانیاں پیش کریں ―― اس بیت اللہ شریف کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ دنیا میں یہ سب سے پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور لوگوں کے فائدہ کے لئے قائم فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے :۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (آل عمران آیت ۹۷)

کہ سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا تھا۔ وہ ہے جو مکّہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور موجب ہدایت ہے۔

فرضیت :۔ فرمایا :۔

i۔ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ (آل عمران آیت ۹۸)

اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں۔

ii۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (حج آیت ۲۸)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور لوگوں میں حج کے لئے (آنے کیلئے) اعلان کر دے۔

شرائط حج :۔

i۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (آل عمران آیت ۹۸)

جو بھی اُس (گھر) تک جانے کی توفیق پائے یعنی صحت ہو۔ زادِ راہ ہو اور راستہ کا امن ہو۔

ii۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ (بقرہ آیت ۱۹۸)

(حج کے ایام میں) نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا (جائز) ہوگا۔

حج کے فوائد :۔

i۔ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ (حج آیت ۲۹)

تاکہ وہ (یعنی حج کے لئے آنے والے) ان منافع کو دیکھیں جو اُن کے لئے (مقرر کئے گئے ہیں) اور کچھ مقررہ دنوں میں اللہ کو اُن نعمتوں کی وجہ سے یاد کریں جو ہم نے اُن کو دی ہیں۔

ii۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ (بقرہ آیت ۱۹۹)

تمہارے لئے (یہ) کوئی گناہ کی بات نہیں کہ (حج کے ایام میں) تم اپنے رب کے کسی فضل کی جستجو کرو۔

مذکورہ آیات میں بہت سارے انفرادی و قومی فوائد کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً یہ کہ مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہوں گے اور اجتماعی طور پر مقررہ دنوں میں بکثرت ذکر الٰہی کریں گے اور قربانیاں پیش کریں گے۔ آپس میں تعارف و تودّد کے مواقع میسر آئیں گے اور اس طرح باہمی اتحاد و اتفاق کے سامان ہوں گے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اشاعت اسلام و غلبۂ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے متعلق تجاویز و اسکیمیں مرتب کئے جانے کے مواقع بہم ہو سکتے ہیں ―― کاش! کہ ان امور کو مسلمان ملحوظ رکھیں ――!!

(۵) زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنا بھی عبادت ہے۔ فلاح پانے والے مومنوں کی یہ بھی علامت بتائی گئی ہے کہ

هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ (مومنون آیت ۵)

وہ زکوٰۃ (باقاعدہ) دیتے ہیں۔

حکم :۔ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ (نور آیت ۵۷)

مقررہ شرح کے حساب سے زکوٰۃ کے علاوہ صدقات وغیرہ بھی اسی میں شامل ہیں فرمایا

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (بقرہ)

کہ ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اُسمیں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

مصارف زکوٰۃ :۔ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں درج ہے کہ صدقات صرف فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو ان صدقات کے جمع کرنے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز اُن کے لئے جن کے دلوں کو (اپنے ساتھ) جوڑنا مطلوب ہو اور اسی طرح قیدیوں اور قرضداروں کے لئے اور (اُن کے لئے جو) اللہ کے رستہ میں جنگ کرتے ہیں اور مسافروں کے لئے ہیں۔

زکوٰۃ کے فوائد :۔

i۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ۔ (توبہ آیت ۱۰۳)

(اے رسولؐ) ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تاکہ تو انہیں پاک کرے اور اُن کی ترقی کے سامان کرے

ii۔ وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ۔ (ایضاً)

اور اُن کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا ان کے لئے تسکین کا موجب ہے۔

iii۔ صدقہ و زکوٰۃ وغیرہ امیروں سے لیکر غریبوں کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اس طرح دولت کو روکے رکھنے سے منع کر کے اس کی برابر تقسیم کے سامان کر دیئے ―― اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

ترجمہ قرآن مجید سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

جاوید اقبال اختر

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے مختلف اوقات میں مختلف اقوام کی طرف مختلف انبیاء مبعوث فرمائے اور آخر میں تمام دنیا کے لئے باعث رحمت بنا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور فطرت صحیحہ پر پورا اترنے والی کتاب نازل فرمائی۔ یہ قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور عربی زبان ایک ایسی زبان ہے جسے کہ اُمّ الالسنۃ (زبانوں کی ماں) ہونے کی حیثیت حاصل ہے اس لئے جب تک ہم زبانوں کی ماں کا علم حاصل نہیں کریں گے۔ تب تک دیگر علوم کا حصول بھی ممکن نہیں۔ اور پھر قرآن مجید ساری قوموں کے لئے ساری نسلوں کیلئے اور سارے زمانوں کے لئے مکمل شریعت ہے۔ اس میں ...... احکام بھی ہیں۔ اوامر بھی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے حالات بھی مذکور ہیں کائنات عالم کے حقائق بھی بیان ہوئے ہیں روحانی نکات و معارف بھی ہیں غرض انسان کی ہر روحانی ضرورت کو قرآن مجید نے پورا فرمایا ہے اس لئے جب تک ایک انسان قرآن مجید کا ترجمہ نہ سیکھے وہ روحانی طور پر بالکل نامکمل ہوگا۔ اُس کو علم نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ نے کیا احکامات نازل فرمائے ہیں اور کون باتوں پر عمل کر کے وہ ہدایت کا راستہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور جہنم کی طرف لے جانے والی راہیں کونسی ہیں پس اس لحاظ سے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے

(۲) قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم انسانوں کے مکمل علم اور عمل کے لئے کامل راہ نما ہے اور ایسا ضابطہ حیات پیش کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے گروہ میں شامل ہو سکتا ہے اور یہی وہ درجہ ہے جہاں تک اگر آدمی پہنچ جائے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے

(۳) اس کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید نماز میں پڑھا جاتا ہے اور مسلمان کو علم ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے رب کے دربار میں کیا کہہ رہا ہے کیونکہ جب تک ایک انسان کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے خدا کے دربار میں حاضر ہو کر کن الفاظ میں خدا تعالیٰ سے مخاطب ہوتا ہے اور کیا کہنا ہے تب تک وہ صحیح عبادت نہیں کر سکتا اور انسان کی زندگی کا تو مقصد ہی صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر فرما دیا ہے:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

کہ جن و انس کی پیدائش کا واحد مقصد یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں کیونکہ بے سمجھی میں جو بات کہی جائے وہ بے اثر ہوتی ہے اس لئے کہ جب کہنے والے کو علم نہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور میں نے کیا کرنا ہے تو اس کا اتنا اثر بھی نہ ہوگا اور وہ صحیح رنگ میں خشوع خضوع کے ساتھ عبادات بجا نہیں لا سکتا۔ اس نماز (جو کہ مسلمانوں کے لئے ایک اہم فریضہ ہے) کو مکمل طور پر جاننے کے لئے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے۔

(۴) اس کے علاوہ قرآن مجید میں احکام شریعت موجود ہیں۔ تمدنی زندگی، گھریلو زندگی، فقہ اور سیاست کے احکام مذکور ہیں اور انفرادی زندگی کے لئے یہ چیزیں بھی لوازمات کی حیثیت رکھتی ہیں انسان کو شریعت کے احکام کا مکمل علم ہونا چاہیئے تبھی تو ایک انسان صحیح اسلامی زندگی گذار سکتا ہے۔ اور تہذیب و تمدن بھی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے کیونکہ جب تک انسان رہنے سہنے کا ڈھنگ اور معاشرے میں پاک زندگی گذارنے کے قابل نہ ہوگا وہ صحیح رنگ میں اپنی گھریلو زندگی میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں تہذیب و تمدن اور ازدواجی زندگی کے اصول باکمال طریق پر بیان فرمائے ہیں پھر فقہی باتیں اور سیاسیات میں بسا اوقات انسان کو دخل دینا پڑتا ہے اس لئے جب تک انسان قرآن مجید کا ترجمہ نہیں جانتا وہ ان احکام کو پورے طور پر سمجھ نہیں سکتا اور نہ ہی پورے طور پر ان پر عمل کر سکتا ہے اس لئے صحیح اسلامی زندگی گذارنے کے لئے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے۔

(۵) قرآن مجید نے ہستی باری تعالیٰ اور دیگر ایمانیات کے لئے قطعی اور یقینی دلائل بیان فرمائے ہیں بعض لوگ جن کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں ہوتا وہ دہریہ ہو جاتے ہیں اور دیگر ایمانی باتوں کا بھی جب تک علم نہ ہو انسان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا تو قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے بھی ایسے یقینی اور قطعی دلائل دئے ہیں کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر قرآن مجید نے مشرکین اور دیگر ادیان پر اتمام حجت کر دی ہے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے یقینی دلائل دے دئے ہیں تو جب تک کوئی قرآن مجید کا ترجمہ نہیں جانتا اس کو ہستی باری تعالیٰ اور دیگر ایمانیات کا علم نہیں ہو سکتا اور وہ ان تمام دلائل سے جو خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی ثابت کرنے کے لئے دئے ہیں اُن سے پوری طرح واقف نہیں ہو سکتا اور اس کا ایمان صحیح رنگ میں علیٰ وجہ البصیرت نہیں ہو سکتا اور جب تک قرآن مجید کا ترجمہ نہ آتا ہو اس وقت تک ان دلائل کا علم بھی نہیں ہو سکتا جو قرآن کریم نے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں دین اسلام کی سچائی ثابت کرنے کیلئے بیان فرمائے ہیں کیونکہ بسا اوقات مباحثات ہوتے ہیں اور صداقت اسلام کے لئے دلائل دینے پڑتے ہیں تو جب تک قرآن مجید کا مکمل ترجمہ نہ آتا ہو اس وقت تک انسانوں کو ان دلائل کا علم نہیں ہو سکتا اور مسلمان دیگر مذاہب کے مقابلہ میں قرآنی دلائل سے کام نہیں لے سکتے۔

(۶) یہ ایک حقیقت ہے کہ جن کتب کی زبان کو انسان نہ جانتا ہو وہ کتاب اس کے لئے ایک بند کتاب کی سی حیثیت رکھتی ہے اور اسے اس سے حقیقی لگاؤ نہیں ہو سکتا اس لحاظ سے عربی زبان سیکھنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ اگر عربی زبان نہ جانتے ہوں گے تو قرآن کریم سے صحیح اور حقیقی لگاؤ نہیں ہو سکتا اور قرآن کریم کی برکات اور فیوض سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور انسانوں کے دلوں کے اندر اتنی محبت قرآن کریم کی نہیں پیدا ہو سکتی جتنی کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہونی چاہیئے اس لئے قرآن کریم کی زبان کو سیکھنا اور قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا بہت ضروری ہے تاکہ اس کے نتیجہ میں قرآن کریم سے صحیح لگاؤ پیدا ہو سکے اور جس قدر اس کی برکات اور فیوض بیان ہوئے ہیں ان سے پورا پورا استفادہ کیا جا سکے اور اپنے دلوں میں پوری عقیدت مندی کے لئے صحیح مقام دیا جا سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کے افضال کے وارث بن سکیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

(۷) اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم آیت قرآنی ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں) کے مطابق کامل کتاب ہے اور اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور ایک زندہ شریعت ہے لیکن قرآن کریم کے کامل کتاب اور زندہ شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کتاب سے وہی لوگ فائدہ اُٹھا سکیں گے جو اس کو پڑھیں گے اور اس کا ترجمہ جانتے ہوں گے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہونگے۔ پس اس لحاظ سے بھی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے کہ تاکہ اس کو پڑھنے کے نتیجہ میں اس زندہ شریعت پر عمل کر کے اور اس کو اپنے ذہنوں میں ذہن نشین کر کے اس سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ کیونکہ یہ بہت بدبختی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے زندہ شریعت لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی اور اس کو پڑھا نہ جائے اور اس کے احکامات پر عمل نہ کیا جائے کیونکہ قرآن کریم قدرت کے احکامات کا ایک آئینہ اور قانون قدرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور یہ ہر زمانے میں اپنی زندہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور جب تک اس کا ترجمہ نہ پڑھا جائے اس کے احکامات اور اوامر و نواہی کا علم نہیں ہو سکتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جسکا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہر ایک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے ...... اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرت کا ایک آئینہ ہے

اور قانونِ فطرت کی ایک ... تفسیر ہے اور بینائی دل اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتاب چشمہ افروز ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۹۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے قرآن کریم کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ اور ایسی عظیم الشان روحانی کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف ترغیب حاصل ہو جاتی ہے آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قرآن کریم کے بارے ایک اقتباس پیش کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

آجکل ہمیں ضلالت و گمراہی کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگوں کی نظر میں قرآن شریف کی عظمت اور عزت باقی نہیں رہی دینی و دنیوی فلسفوں سے مرعوب ہو کر لوگ کمالاتِ قرآنی سے غافل ہو چکے ہیں۔ اور یقین جانتے کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں نجات ہے۔ اور جس کی رضا میں انسان کی دائمی خوشحالی ہے۔ وہ قرآن کی اتباع کئے بغیر ہرگز نہیں مل سکتا۔ پس آج میں دوستوں کو پھر اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا پڑھنا اور اسکا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے۔" (الفضل ۷ اگست ۱۹۶۶ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت میں کوئی ایسا فرد نہ رکھے جسکو قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو اور سب کو احکام قرآنیہ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۲۶/۶/۷۶ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے مندرجہ ذیل دو نکاحوں کا اعلان کیا۔

(۱) مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ بنت مکرم حکیم الدین صاحب ساکن قادیان کا نکاح ہمراہ مکرم ستار احمد صاحب ولد مکرم ابرار احمد صاحب ساکن انبیٹھ یو پی بعوض بارہ سو روپے حق مہر پر

(۲) مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ بنت مکرم حکیم الدین صاحب ساکن قادیان کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم نسیم احمد صاحب ولد مکرم امیر احمد صاحب ساکن انبیٹھ بعوض پندرہ سو روپیہ حق مہر پر

احباب کرام دعا فرمائیں کہ ہر دو رشتے فریقین کے لئے موجب رحمت و برکت ہوں

(ایڈیٹر بدر)

(۳) مورخہ ۶/۶/۷۶ کو بمقام بھوبنیشور خاکسار نے محترمہ شہناز سلطانہ صاحبہ بنت مکرم غلام محمد تبلیغ صاحب آف بھدرک کے نکاح کا اعلان مکرم محمد الغفار الحق صاحب ولد مکرم محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت پینکال کے ساتھ بمبلغ ۲۵۰۰/- روپے حق مہر کے عوض کیا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب رحمت و برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

خاکسار: عبد الحلیم مبلغ کیرنگ (اڑیسہ)

شادی کی تقریب

مکرم بشیر احمد صاحب ظہیر آبادی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے لڑکے عزیز نذیر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔

(منیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

جماعتہائے احمدیہ میں جلسہ یوم خلافت

مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے جلسہ یوم خلافت کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں مگر تاخیر ہو جانے اور گنجائش نہ ہونے کے سبب اشاعت سے معذرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے آمین

لجنہ اماء اللہ سکندر آباد، لجنہ اماء اللہ شیموگہ، لجنہ اماء اللہ مدراس

(ایڈیٹر بدر)

قیامت کی نشانی

از سعادت الاسلام آسنسول

بہن بھائی کا وہ رشتہ نہ وہ جذبِ محبت ہے
نہ عزت باپ کی دل میں نہ ماں سے وہ عقیدت ہے
بڑوں کا ہے ادب باقی نہ کچھ ان کی نصیحت ہے
خدا کا خوف ہے دل میں نہ کچھ پاسِ شریعت ہے
جدھر دیکھو ادھر شیطانیت کی حکمرانی ہے
کرو توبہ کہ یہ قربِ قیامت کی نشانی ہے

جو مال و زر کا مالک ہے ہراساں ہے پریشاں ہے
سکوں حاصل نہیں دل کو نہ کچھ راحت کا امکاں ہے
فضا دہشت کی قائم ہے قضا کا ہر سو ساماں ہے
کسی کا کوئی ساتھی ہے نہ کوئی غم کا درماں ہے
کلیجہ کانپ اٹھتا ہے بڑی غمگیں کہانی ہے
کرو توبہ یہ قربِ قیامت کی نشانی ہے

زمانہ بیکس و مظلوم کی حالت پہ ہنستا ہے
جو با اخلاق ہیں ان لوگوں پہ آوازے کستا ہے
جو سچ بولے تو اس انساں پہ پتھر برستا ہے
جو حق کا ساتھ دے ایک ٹکڑے روٹی کو ترستا ہے
جو اپنے دیں پہ قائم ہیں انہیں سے چھیڑ خوانی ہے
کرو توبہ کہ یہ قربِ قیامت کی نشانی ہے

(منقول از ہفت روزہ اخبار انسانی سماج حیدر آباد)

مرکز میں قیام کا نادر موقعہ

انجمن وقف جدید کے دفتر میں گریجویٹ یا میٹرک کلرک کی ضرورت ہے جو حساب (ریاضی) میں ہوشیار ہو اور اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔

مرکز میں رہائش رکھنے کے خواہشمند احباب کے لئے نادر موقعہ ہے ایسے احباب اپنی خود نوشتہ درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ اپنی جماعت کے امیر یا صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں گریڈ 185-10-235-12-375 گرانی الاؤنس اور P.F کی بھی سہولت ہوگی نیز دیگر مراعات وقتاً فوقتاً دی جاتی ہیں ان سے بھی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستِ دعا

خاکسار کی والدہ محترمہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں ان کی کامل صحت کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عبد اللطیف سندھی قادیان

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۵ء

آخری قسط

خدا تعالیٰ اور اُس کی معرفت کے ذرائع

محمد حفیظ بقاپوری

(۴) دُعاؤں کو سُننا اور قبول کرنا

خدا کی معرفت کا چوتھا بڑا ذریعہ خدا کا وہ محسنانہ سلوک ہے جو وہ اپنے عاجز بندوں سے روا رکھتا ہے۔ یعنی بسا اوقات خدا کا احسان اس رنگ میں بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے عاجز بندوں کی دُعاؤں اور اُن کی پکار کو (جو دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے) سُن کر قبول کرتا ہے اور اپنے بے کس بندوں کے دُکھ درد دُور کر کے پریشان کُن حالات سے اُن کو مخلصی بخشتا ہے۔ اور کشائش کے سامان کرتا ہے۔

خدا کی معرفت کے اس بڑے ذریعہ کو آگے دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔ دُعا کی قبولیت کا وہ رنگ ہے جسے ہم نے اپنے مضمون کے شروع میں "اَنَا الموجود کہہ کر خود کو خدا کا اپنی ہستی کے بارہ میں ثبوت دینا" بیان کیا تھا۔ چنانچہ اس مضمون کو بڑے ہی پیارے انداز میں ماہ رمضان المبارک اور روزوں کی برکتوں کے ذکر میں اس طرح بیان کیا گیا کہ روزوں کے التزام سے روزہ دار کو خدا کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ اس طور کی معرفت کہ گویا خدا بندے کے قریب آجاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (بقرہ آیت ۱۸۷)

اس میں بتایا کہ خدا کی ذات پر پورا یقین اور ایمان رکھتے ہوئے اُس کے حضور دُعا کرو پھر صبر اور استقلال کے ساتھ نتائج کی انتظار کرو۔ تب تم دُعا کے ثمرات کے عجیب و غریب نظارے خود مشاہدہ کرو گے۔

مانگنا انسان کی سرشت میں داخل ہے!

بعض لوگ جو دُعا کی اہمیت و عظمت اور اُس کی فلاسفی و حقیقت کو نہیں جانتے وہ دُعا کو کچھ وقعت نہیں دیتے۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہے۔ اس لئے کہ ایک انسان "انسان" ہوتے ہوئے کبھی بھی دُعا سے مستغنی نہیں ہو سکتا کیونکہ "مانگنا" خواہ زبانِ قال سے ہو یا زبانِ حال سے، انسان کی سرشت اور طینت میں داخل ہے۔ جو امر انسان کی سرشت میں داخل ہے اس سے وہ کیونکر استغنا برت سکتا ہے ہر شخص اپنے ہی گریبان میں مُنہ ڈال کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ خواہ چھوٹا ہے یا بڑا، امیر ہے یا غریب، بادشاہ ہے یا فقیر، صحت مند ہے یا بیمار، مسافر ہے یا مقیم سب ہی اپنے اپنے دائرے میں محتاج ہیں۔ غریب ہے تو اسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال و دولت کی ضرورت ہے۔ امیر ہے تو اسے اپنی دولت کی حفاظت کے لئے غریبوں کے پہرے اور اُن کے تعاون کی ضرورت ہے۔

ہر انسان کا محتاج ہونا

پھر سب کو صحت و تندرستی علاج معالجہ۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے پیغام بھیجنے اور دوسرے صدہا قسم کے کام کاج کے لئے دوسروں کی ضرورت پڑتی ہے اور ان سب ضرورتوں کو خدا کی قدرت نے اس طرح پورا کرنے کے سامان کئے ہیں کہ ہر شخص کو دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے یہ احتیاج ہی ہے جس سے کوئی بھی متنفّس الگ نہیں اس لئے قرآن کریم نے فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (فاطر آیت ۱۶)

کہ اے لوگو تم سب محتاج ہو اگر غنی اور حمید ہے تو بس اُسی کی ذات۔ انسان کی کسی بھی حالت کا تجزیہ کر کے دیکھ لیں قدم قدم پر انسان محتاج ہی محتاج نظر آئے گا۔ چونکہ خدا "خدا" ہے اس لئے اس نے کہا تم اپنی جملہ ضروریات کے لئے مجھ سے مانگو میں تم سب کو سب کچھ دے سکتا ہوں۔ میرے خزانے سب کے لئے کھلے ہیں ان میں کسی طرح کی کمی نہیں آسکتی، مانگنا تمہارا کام، دینا میرا کام ہے!

قرآن کریم میں ہمارے ربّ کریم کی اسی پیار بھری بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے فرماتا ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن آیت ۶۱)

وہ خدا جو تمہارا ربّ ہے اور تمہاری سب ضرورتوں کا متکفّل ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری سب مانگوں اور سب ضرورتوں کو پوری کروں گا۔

غور کیجئے! کوئی ہے باپ یا کوئی ہے ماں دُنیا میں، یا کوئی ہے دولت مند یا بادشاہ جو ہر شخص کی مُنہ مانگی مراد دینے پر قادر ہو اور پھر سب کو تمام کچھ دینا بھی ہو؟ یہ خدا ہی ہے جو کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ اس لئے کہ وہ دینے کی پوزیشن میں ہے اور عملاً دیتا بھی ہے۔ سچ ہے ؎

خدا سب کو دیتا جو کوئی منگے
کوئی ہے منگن والا جو اس در توں منگے

اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ سچے دل سے اور پوری شرائط کے ساتھ اُس کے حضور دُعا کرے پھر دیکھے کہ کس طرح خدائے قادر و توانا بندے کی مُنہ مانگی مراد دیتا ہے!! اس طرح ہر شخص کی مُنہ مانگی مُراد مل جانے سے جس طور پر خدا کی سچّی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کی کوئی بھی نظیر نہیں۔ اس بات کا ہر شخص ذاتی طور پر تجربہ کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہیں گے کہ خدا کی معرفت کے ہزارہا ذرائع میں سے ایک ذریعہ دُعا بھی ہے اس لئے ؏

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اور اس کے شیریں ثمرات سے خود لطف اندوز ہو!! اور پھر اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اور لوگوں کو بھی کہے ؏

کوئی ہے منگن والا جو اس در توں منگے

(۲) "مضطر" کی دُعا کا قبول ہونا

اسی ذریعہ معرفت کا دوسرا حصّہ ہے "مضطر" کی دُعا کا قبول ہونا۔ اس میں کسی مومن یا منکر کا کوئی فرق نہیں۔ صرف لاچاری اور بے بسی کی حالت میں دُعا کا مانگا جانا شرط ہے۔ پھر دُعا بھی ضروری نہیں کہ مخصوص الفاظ میں ہو۔ بلکہ لاچار کی اپنی حالت ہی مجسّم دُعا بن جایا کرتی ہے۔ جس کے لئے نہ کسی مخصوص طریق یا مخصوص الفاظ کی شرط ہے۔ اسی ذریعہ معرفت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم کہتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل آیت ۶۳)

بتاؤ کون ہے جو کسی بے کس و ناچار کی آہ و بکا سُنتا اور اُس کے دُکھ درد کو دُور کر دیتا ہے اور پھر اُس کی قدرت سے دُنیا میں حیرت انگیز انقلاب آجاتا ہے گو اس امر کا تجربہ قریباً ہر شخص کو ہی زندگی میں کسی نہ کسی وقت ضرور ہو جاتا ہے۔ تاہم تاریخ عالم میں اس کی بے شمار مشہور مثالیں موجود ہیں۔ انہیں میں سے اس وقت صرف دو مثالیں مستحضر کریں۔

(۱) پہلی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے اپنے مخالفوں کی ایذا رسانیوں اور دُکھ تکلیف کی انتہا پر اس طرح دُعا کی کہ "فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" اے میرے ربّ میں اپنے دُشمنوں کے ہاتھوں مغلوب ہُوا جا رہا ہوں اس لئے تو میری مدد کو پہنچ!!

چنانچہ دُنیا جانتی ہے کہ حضرت نوحؑ کی اس مضطربانہ دُعا کے بعد خدا کی تائید و نصرت کس طرح ظہور پذیر ہوئی۔ اور "طوفانِ نوح" کے الفاظ سے دُنیا کا بچہ بچہ واقف و آگاہ ہے کہ یہ الفاظ آج بھی پانی کی تباہ کاریوں کے موقعہ پر بطور محاورہ بولے جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دُشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

پس یہی غیر معمولی نصرت و تائید ہی خدا کی معرفت اور گیان کا ذریعہ بن جاتی ہے!

(۲) دوسرا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی درد بھری اضطراری دُعاؤں اور اُن کے معجزانہ طور پر قبول ہونے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت ہی نیک اور بزرگ اور خدا تعالیٰ کی خاص معرفت رکھنے والی خاتون تھیں۔ بائیبل میں آتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے تو فرعون بادشاہ بنی اسرائیل پر بڑے بڑے ظلم ڈھایا کرتا تھا۔ انہیں میں سے ایک ظلم یہ بھی جاری تھا کہ جب اُسے اطلاع ملتی کہ بنی اسرائیل کے گھرانے میں کوئی لڑکا پیدا

ہوا ہے تو اُسے حکماً قتل کروا دینا۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُن کی والدہ کو بھی فرعون کے ظالمانہ احکام کے سبب جس قدر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ــــ!!

بچوں والو! ذرا اُس ماں کی پریشانی اور دلی کیفیت اور اضطراب کا اندازہ کرو کہ نہ جانے اس ظالم و سفاک فرعون کو کسی طرح پتہ چل جائے تو اُس کے ظالمانہ ہاتھ کسی وقت بھی اُس کے لختِ جگر کی طرف بڑھ کر اُس کی مامتا بھری گود کو ہمیشہ کے لئے خالی کر سکتے ہیں۔ ہر روز یہی کھٹکا اور ہر آن اسی امر کے خوف سے اُس خاتون کے دل پر کیا گذرتی ہوگی! کس قلق اور بے چینی کا اُسے سامنا ہوگا!! اس اضطراری حالت میں بلاشبہ وہ مجسم دُعا بن گئی ہوگی ــــ ہاں بالکل اس کی طرح جس کا خدا کے سوا اور کوئی سہارا نہیں ہوتا ــــ!!! ؎

تجھے دُنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اُس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

یقین ہے کہ اُس بے یار و مددگار خاتون کی درد بھری دُعاؤں نے سچے خدا کے عرش کو ہلا دیا ہوگا جو کہہ چکا ہے کہ

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

قرآن کہتا ہے کہ فی الواقع اس دُکھی ماں کی فریاد قبول ہوئی اور ضرور ہوئی۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(القصص آیت ۸)

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی تھی کہ موسیٰ کو دُودھ پلاتی رہ اور اپنے ہی پاس رکھ لیکن جب تو اس کی جان کی طرف سے خائف ہو تو اُس کو دریا میں ڈال دے اور ایسا کرتے وقت مطلق نہیں ڈرنا اور نہ کسی پچھلے واقعہ کی وجہ سے غم کرنا ہم اپنی خاص تقدیر کے ماتحت اُس کو تیرے پاس لے آئیں گے۔ اور بڑا ہونے پر اُسے رسولوں میں سے ایک رسول بنائیں گے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس وحی کے مطابق عمل کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا ــــ!

بھائیو! سچ کہو آج کوئی ماں ہے جو جیتے جی اپنے ہاتھ سے اپنے لختِ جگر کو صندوق میں ڈال کر بہتے دریا کی تند لہروں اور خوفناک بھنوروں کے سپرد کرنے کو تیار ہے ــــ!!

مگر واقعات بتاتے ہیں کہ موسیٰ کی ماں نے سچ مچ ایسا کر کے دکھا دیا۔ اس لئے کہ وہ ایک عارف باللہ خاتون تھیں اُنہیں خدا کی حقیقی معرفت حاصل ہو چکی ہوئی تھی۔ وہ خدا سے وحی اور الہام کا شرف پا چکی تھیں۔ سچے وعدوں والے خدا نے اُن کو اپنے الہام کے ذریعہ یہ کہہ دیا تھا کہ

اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

اسی کے ساتھ ساتھ بھائیو! ذرا اس پہلو پر بھی تو غور کرو کیا موسیٰ کی ماں کو اپنے بیٹے موسیٰ سے محبت نہ تھی؟ کیا وہ موسیٰ کی ماں نہ تھی؟ کیا اُس کے پہلو میں مامتا بھرا دل نہ تھا؟ تھا اور ضرور اور یہ سب باتیں درست اور بجا ہیں لیکن موسیٰ کی ماں ماں ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک خدا پرست خاتون تھیں، جسے خدا تعالیٰ نے اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے شرف بخشا تھا۔ اُس کے دل میں خدا کی سچی معرفت تھی۔ اُسے خدائی وعدوں پر پختہ ایمان اور محکم یقین تھا، ایسا یقین اور ایسا ایمان کہ ایک عورت ذات ہوتے ہوئے وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ بلکہ کر ہی دیا جو دُنیا کی کوئی ماں بھی عام حالات میں سوچ بھی نہیں سکتی ــــ!

اس کے ساتھ تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ ہو کہ اس عارف باللہ خاتون نے جب خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے لختِ جگر کو بہتے دریا کے حوالے کر دیا تو قادر و توانا خدا نے ہر قسم کے ہلاکت خیز حالات میں سے اُس شیر خوار بچے کو نہ صرف یہ کہ بلکل محفوظ و مصئون دریا سے باہر نکال لانے کے سامان کر دیئے بلکہ بڑے ہی معجزانہ طریق پر بچے کو اُس کی ماں کی گود میں بھی پہنچا دیا۔ اور پھر اُس کی پرورش اور کفالت کے لئے اُس کو کھڑا کر دیا جس کے ظالمانہ اقدام کے خیال سے بھی بسا اوقات موسیٰ کی ماں کے لئے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام ہوتی رہی تھی اور اسی پریشانی کے عالم میں اُس نے بارگاہِ الٰہی میں نہ جانے کس قدر آہ و بکا کے ساتھ التجائیں کی ہوں گی کہ الٰہی میرے لال کو بچا لینا۔ میرے نورِ نظر کو میری آنکھوں کے سامنے ہی رکھنا۔ اے میرے خدا تو بے کسوں کا سہارا ہے اور لاچاروں کا چارہ گر ہے۔ تیری ہی درگاہ میں میری یہ سب پکار ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی یہ اضطراری دُعائیں بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئیں اور

اُن کا بیٹا معجزانہ طور پر اُن کے پاس پہنچ گیا خدا تعالیٰ کی اس معجزانہ کرم فرمائی سے موسیٰ کی ماں کی معرفت جس قدر بڑھی ہوگی اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو ایسے حالات کا صحیح تصوّر کرتے اور اپنے دل کو خدا کی معرفت کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ عرفانِ الٰہی کے اس بحرِ بے کنار میں غوطہ لگاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا اور بہت ہی خوب فرمایا ؎

تو ہے جو پالتا ہے۔ ہر دم سنبھالتا ہے
غم سے نکالتا ہے دردوں کو ٹالتا ہے
کرتا ہے پاک دل کو، حق دل میں ڈالتا ہے
تو سچے وعدوں والا، منکر کہاں کدھر ہیں!

پس یہ ہیں خدا کی ہستی کے چند ناقابلِ تردید ثبوت اور اس کی معرفت کے بعض روشن اور واضح ذرائع ــــ!! کاش! دُنیا اس سچے خدا کی طرف متوجہ ہو اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس کی رحمتوں اور فضلوں سے وافر حصہ پائے۔

اس سچے اور برحق خدا کے متعلق مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب "کشتیٔ نوح" میں فرمایا ہے:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"

(کشتیٔ نوح صفحہ ۳۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکرِ الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نمازِ عشاء کے بعد سے کر نمازِ فجر سے پہلے تک۔ یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳-۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دُعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:۔

(۱) ــ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(۲) ــ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

تسبیح و تحمید: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

استغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

یتیموں کی خبر گیری — اور — قرآن مجید

از مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ فاضل قادیان

اولاد اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ ہر انسان اولاد کا خواہشمند ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ اُنہیں اس نعمت سے مالا مال فرماتا ہے۔ تو وہ اس کی قدر کرتے ہیں۔ اپنی اولاد کی تربیت اور نگہداشت میں ہر دم کوشاں رہتے ہیں۔ ہر انسان اس بات کا متمنی رہتا ہے کہ اُسکی اولاد اچھی صحت، اچھے اخلاق اور اچھی تعلیم سے آراستہ ہو۔ پس والدین خدا کے بعد اپنی اولاد کے مربی بنتے ہیں لیکن جن بچوں کے والدین فوت ہو جاتے ہیں ان کے بچے یتیم کہلاتے ہیں۔ تب وہ اس دنیا میں ظاہری لحاظ سے بے سہارا ہو جاتے ہیں۔ ان یتامیٰ کو اگر اپنے محسن مربی والدین کے متبادل کوئی سہارا نہ ملے تو وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور قوم ایک عظیم سرمایہ سے محروم رہ جاتی ہے۔ اسلئے قرآن حکیم نے اس تمدنی اور معاشرتی مسئلہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور یتامیٰ کی خبر گیری، انکی نگہداشت اور ان کی تعلیم و تربیت کیلئے ان کے عزیز و اقرباء کو خصوصاً اور تمام قوم کو اجتماعی طور پر عموماً تاکید فرمائی ہے اور اس ضمن میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بہت سے احکامات بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا مختصر طور پر ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

یتامیٰ کی تربیت اور خاص طور پر ان کی جائیداد کی حفاظت و تولیت کے تعلق سے ارشاد خداوندی ہے کہ

۱۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱)

یعنی یہ لوگ تجھ سے یتامیٰ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ تو کہہ کہ انکی اصلاح کرنا بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں (اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص بدنیتی سے انہیں اپنے ساتھ ملائیگا انکے اموال میں ناجائز تصرف کرنے کی خاطر) تو اللہ تعالےٰ مفسدوں اور اصلاح کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ مراد یہ کہ ایسے لوگ اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔)

سورۃ النساء کے پہلے رکوع میں اس بات کو نہایت ہی مفصل رنگ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے

۲۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۳)

یعنی یتیموں کو انکے مال دے دو اور پاک مال کے بدلہ میں ناپاک (مال) نہ لو اور انکے مال اپنے مال سے ملاکر نہ کھاؤ یہ یقیناً بڑا گناہ ہے۔

گویا یتامیٰ کے اموال کو کھا جانے کی نیت سے اپنے اموال میں ملانے والا شخص نہ صرف گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ اپنے مال کو بھی ناپاک کرتا ہے۔

پھر فرمایا:—

۳۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

(سورۃ النساء آیت ۴)

یعنی اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو (صورت) تمہیں پسند ہو (کر لو یعنی غیر یتیم) عورتوں میں سے دو دو اور تین تین اور چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی (عورت) سے یا اُن (لونڈیوں) سے جو تمہارے ہاتھوں میں ہیں نکاح کر لو۔ (یہ طریق اس بات کے) بہت قریب ہے کہ تم ظالم نہ ہو جاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے اس جگہ یتیم بچیوں کے ساتھ ان سے شادی کرنے پر انصاف اور حُسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے اور بتایا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ ان سے انصاف اور حسن سلوک نہیں کر سکتا وہ ان سے شادی ہی نہ کرے۔

۴۔ یتیموں کے مال کی حفاظت ان میں رُشد پیدا ہونے اور بالغ ہونے پر ان کے سپرد کرنے کے تعلق سے فرمایا۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۷)

یعنی اور یتیموں کی آزمائش اسوقت تک کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں کرتے رہو پھر اگر تم ان میں سمجھ کے آثار دیکھو تو انکے مال انہیں واپس دے دو اور انکے جوان ہو جانے کے خوف سے ان (مالوں) کو ناجائز طور پر اور جلدی (جلدی) نہ کھاؤ اور جو کوئی مالدار ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اس مال کے استعمال سے کلی طور پر اجتناب کرے لیکن جو نادار ہو وہ مناسب طور پر (اس مال میں سے) کھائے پھر جب تم اُنہیں انکے مال واپس دو تو ان (یتامیٰ) کے روبرو گواہ مقرر کر لو اور اللہ تعالےٰ حساب لینے کے لئے اکیلا کافی ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ کس وضاحت رنگ میں یتامیٰ کے اموال کی نگہداشت ان میں خیانت نہ کرنے اور اُنکے بالغ ہونے پر جبکہ وہ اموال کی حقیقت کو سمجھ لیں انہیں انکے اموال دینے اور پھر اموال دیتے وقت گواہ مقرر کرنے کے احکامات کو بیان کیا گیا ہے۔ اور جو شخص یتامیٰ کے اموال کھاتا ہے اس کے بارے فرمایا ہے

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۱۱)

یعنی جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں اور وہ یقیناً شعلہ زن آگ میں داخل ہونگے۔

۶۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جن جن کو خرچ کرنے کا حکم ہے ان میں یتامیٰ کو بھی اولیت کا مقام دیتے ہوئے فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۶)

یعنی لوگ تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ تو کہدے جو اچھا مال بھی تم دو (ان میں) تمہارے والدین۔ اقرباء۔ یتامیٰ۔ مسکینوں اور مسافروں کا پہلا حق ہے۔

ایک مقام پر فرمایا:—

۷۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۔

(سورۃ الضحیٰ آیت ۱۰)

یعنی یتیموں پر سختی مت کرو۔ (بلکہ) ان کے ابھارنے میں لگے رہو۔

گویا یہاں پر بتایا گیا ہے کہ یتامیٰ کی حالت کہیں ایسی نہ ہو کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں بلکہ اپنے عزیزوں کی طرح انکی پرورش کرو تا انکی ہمتیں بلند ہوں۔

۸۔ ایک مقام پر كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۔ (سورۃ الفجر آیت ۱۸) کہہ کر انسان کے آزمائش میں پڑ جانے اور اس کے رزق میں کمی آنے کی وجہ یہ بتائی کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔

نظام حکومت کو قرآن مجید نے خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ قوم کے اس سرمایہ کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ یتامیٰ کی ہر طرح کی دیکھ بھال اور انکی نگہداشت کے سامان کریں۔

۹۔ چنانچہ فرمایا:—

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

(سورۃ التوبۃ آیت ۶۰)

ترجمہ:۔ صدقات تو صرف فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور اُنکے لئے جو ان صدقات کے جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز انکے لئے جنکے دلوں کو اپنے ساتھ جوڑنا مطلوب ہو اور اسی طرح قیدیوں اور قرضداروں کے لئے اور ان کے لئے جو اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے ہیں اور مسافروں کے لئے یہ فرض اللہ کا مقرر کردہ ہے اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں صدقات کے حقداروں کو شمار کرتے ہوئے محتاجوں اور مساکین کو بھی ان میں شامل کیا گیا ہے۔

اور یتامیٰ محتاج اور مسکین ہونے کے اعتبار سے حقدار بنتے ہیں۔ گویا صدقات خواہ وہ زکوٰۃ ہو یا عشر یا کسی اور قسم کا صدقہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیت المال کی آمد کے اس ذریعہ میں سے یتامیٰ کو ان کا حق دے۔

۱۰۔ مال غنیمت جو کہ اسلامی حکومت کے بیت المال کی آمد کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔

(سورہ الانفال آیت ۴۲)

ترجمہ:۔ اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کو غنیمت میں ملے اس میں سے اللہ اور اسکے رسول کے لئے اور (رسول سے) قرب رکھنے والوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے پانچواں حصہ ہے۔

گویا جہاں مال غنیمت کا خمس خدا کے رسول اور اس کے اقرباء پر صرف ہوگا وہاں یتامیٰ اور مساکین کو بھی اس میں شریک کرنا ضروری ہے اور حکومت وقت پر فرض عائد کیا کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھے۔

۱۱۔ اسی قسم کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورۃ الحشر آیت ۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے بستیوں کے لوگوں کا جو مال اپنے رسول کو عطا فرمایا وہ اللہ اور اُس کے رسول۔ قرابت داروں۔ یتامیٰ۔ مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔

گو مال فئے جو کہ بغیر کسی جنگ وجدال کے مل جاتا ہے اور اسلامی بیت المال کی آمد کا ایک ذریعہ ہے اس میں بھی یتامیٰ کا حصہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۱۲۔ قرآن کریم نے یتامیٰ سے متعلق تعلیم دیتے ہوئے مندرجہ بالا باتوں پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ایک مقام پر یتامیٰ کی دیکھ بھال اور اُنکی نگہداشت کو روحانی درجات کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ فرمایا:۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝

(سورۃ البلد آیت ۱۳ تا ۱۶)

ترجمہ:۔ اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ چوٹی کیا ہے (جسے عبور کرکے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے) فرمایا وہ غلاموں کو آزاد کرنا۔ یا کسی بھوک۔ رشتہ دار یتیم اور کس مپرس مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

یتامیٰ کی دیکھ بھال کی اہمیت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ظاہر و باہر ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

کافل الیتیم له او لغیره انا وھو کھاتین فی الجنة۔

کہ یتیم (خواہ رشتہ دار ہو یا غیر) کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اُن دو کی طرح ہونگے (راوی کہتے ہیں) آپ نے اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ فرمایا) اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سبکو توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب قرآن مجید کے بیان فرمودہ یتامیٰ سے متعلق تمام احکامات پر عمل کرکے روحانی مدارج کے حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنے محبوب آقا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل کریں ✝

درخواست دُعا

۱۔ محترم خواجہ بدر الدین صاحب ڈار ابن مکرم خواجہ صلاح الدین صاحب ڈار سری نگر سے اپنے خط نمبر ۲۶ ۶/۷ میں تحریر کرتے ہیں کہ اُنکی والدہ صاحبہ بیمار ہیں اور سری نگر ہسپتال میں زیر علاج ہیں چند روز کے بعد ان کا اپریشن بھی ہونے والا ہے خود محترم صلاح الدین صاحب بھی کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ہر دو کی شفاء کاملہ و عاجلہ اور صحت وتندرستی کے لئے تمام بزرگان و احباب جماعت سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار۔ امیر احمد درویش قادیان۔

۲۔ خاکسار کے والدین کی صحت و ... اور افضال الٰہی کے حصول کے لئے۔ نیز خاکسار کے والد صاحب کی مشکلات کی ... کے لئے تمام بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار بشارت احمد نیئر قادیان

آپکا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ اخبار بدر آئندہ ماہ کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بدر اخبار کے ذریعہ بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ اخبار بدر اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں۔ تاکہ آئندہ آپ کے نام پرچہ جاری رہ سکے۔

منیجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	نام خریداران	خریداری نمبر	نام خریداران
۱۰۱۵	مکرم مرزا خیر علی بیگ صاحب	۱۵۸۹	مکرم ڈاکٹر محمد ایوب صاحب
۱۰۲۱	سنٹرل لائبریری	۱۵۹۷	" خواجہ افضال الدین صاحب
۱۰۴۳	مکرم ایس۔ایم۔احمد صاحب	۱۶۵۰	" نذیر احمد صاحب
۱۰۶۹	" ایس۔ایم۔رضوان صاحب	۱۷۴۲	" پروفیسر عبد العزیز صاحب
۱۰۸۴	" اے۔اے۔چکوڈی صاحب	۱۷۸۴	" نصیر احمد صاحب تیماپوری
۱۰۸۶	" غلام حیدر خانصاحب	۱۷۸۸	" جی۔ایس احمد صاحب
۱۰۸۸	" مبارک احمد صاحب	۱۷۹۶	" ایس۔این جمیل صاحب
۱۱۰۳	" نور الدین صاحب	۱۸۷۵	" محمد یوسف صاحب
۱۱۲۳	" عبد الحق صاحب	۱۹۰۳	" عبد الرزاق صاحب
۱۲۰۷	" عبد الستار خانصاحب	۲۱۰۰ F	" میر نصیر الدین صاحب
۱۲۳۱ F	" ایس۔اے عزیز صاحب	۲۱۴۴	" نصیر احمد صاحب
۱۳۰۷	" ڈاکٹر سید اختر صاحب	۲۲۲۱	محترمہ شریفاں بیگم صاحبہ
۱۳۱۸	" سردار چانن سنگھ صاحب	۲۲۵۵	مکرم ڈاکٹر اختر عالم صاحب
۱۳۴۶	" محمد یوسف صاحب ٹیلر	۲۲۶۹	" نذیر احمد صاحب
۱۳۶۷	" ایم۔اے رشید صاحب	۲۳۴۶	" مولوی سمیع اللہ صاحب
۱۴۰۴	" چوہدری شمس الدین صاحب	۲۳۶۹	" حاجی عبد القیوم صاحب
۱۴۲۸	محترمہ مسز خان بہادر صاحب	۲۳۷۱	" بی۔اے چکوڈی صاحب
۱۴۹۱	مکرم انیس الرحمٰن صاحب	۲۶۳۷	" مختار حسین صاحب
۱۵۰۰	" مقبول احمد صاحب	۲۶۷۴	" ایم محمد ابراہیم صاحب
۱۵۱۱	محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ	۲۶۹۶	" بشیر الدین محمود احمد صاحب
۱۵۵۸	مکرم محمد عبد المجید صاحب	۲۶۹۹	" اے۔اے۔باسط صاحب
۱۵۶۶ F	" ایم اے کھوکھر صاحب	۲۷۰۲	احمدیہ جوبلی ہال
۱۵۷۷	" محمد عبد العزیز صاحب	۲۷۰۵	مکرم انجنیئر ایم سلام صاحب
۱۵۷۸	منیجر انجمن قادریہ	۲۷۰۸	" خورشید عالم صاحب
۱۵۷۹	مکرم اے۔شکور صاحب	۲۷۱۵	" مولوی امام علی صاحب گگنس
۱۵۸۱	" شکور علی صاحب	۲۷۱۶	دار العلوم لائبریری
۱۵۸۲	" عبد القدیر صاحب	۲۷۴۵	مکرم ماسٹر عبد الحمید صاحب
		۲۸۰۹	" ظفر صاحب

اخبار قادیان

○ مورخہ ۲۴ جون کو بی۔اے III ایئر کا نتیجہ نکلا ۵ احمدی لڑکے امتحان میں شامل ہوئے تھے ۲ پاس ہوئے ۲ کمپارٹمنٹ میں آئے۔ اور ایک کا ریزلٹ لیٹ ہے اسی طرح ۹ لڑکیاں شامل ہوئیں۔ ۷ کامیاب ہوئیں اور ایک کمپارٹمنٹ میں آئی۔

○ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان مکمل صحت یاب نہیں ہوئے پہلے سے افاقہ ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

○ مکرم شیخ سعید احمد صاحب انیس کارکن نظارت دعوۃ وتبلیغ دو تین روز قبل ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے یکدم چکر آنے سے بے ہوش ہوئے فوری طبی سہولت پہنچائی گئی اب افاقہ ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

○ مکرم ضمیر احمد صاحب ... قادیان عرصہ سے بیمار ہیں اسی طرح مکرم ... صاحب ... منیجر اخبار بدر ... چار روز سے ... بیمار ہیں۔ احباب کرام ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

رپورٹ ہائے کارگزاری مجالس انصار اللہ

۱۔ مجلس انصار اللہ حیدر آباد

تین جمعہ یعنی ۱۲، ۱۹، ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء کو بعد نماز جمعہ جلسے منعقد کئے گئے۔ جہاں عہد دہرانے کے بعد ممبران انصار اللہ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پانچ نکاتی پروگرام پر عمل کرنے کی جانب متوجہ کیا گیا۔ اور مرکز سے وصول شدہ لٹریچر سے ضروری حصے پڑھ کر سنائے گئے۔ اولاد کی تربیت پر زور دیا گیا اور ان کے لئے خود کو نمونہ بننے کی ضرورت واضح کی گئی۔

ماہ اپریل کے چاروں جمعہ میں اجلاسات منعقد کئے گئے ان میں احباب کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ کیا جاتا رہا۔ اور حضور کے خطبہ فرمودہ ۷ر جنوری ۱۹۷۵ء میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات سنائے جاتے رہے۔ اور اس ماہ کے آخری جمعہ کے خطبہ میں حضور کا یہ خطبہ مکمل طور پر سنایا گیا۔ اور درخواست کی گئی کہ احباب اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ حضور کے سوا سال قبل کے ارشادات پر کس حد تک عمل پیرائی ہوئی ہے اور تلافی مافات کے طور پر زیادہ توجہ اور انہماک کے ساتھ حضور کے ارشادات پر عمل شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو حضور کے ارشادات پر پورے طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ محمد عبد اللہ بی ایس سی زعیم انصار اللہ۔

۲۔ مجلس انصار اللہ مدراس

یہاں پر مہینہ میں ممبران انصار اللہ کے دو اجلاس ہوتے ہیں۔

یہاں جماعت کے زیر انتظام ۱۴ر مارچ کو جلسہ میلاد النبیؐ۔ ۲۲ر مارچ کو جلسہ مسیح موعودؑ اور ۹ر مئی کو جلسہ تربیت منعقد کئے گئے۔ جن میں علاوہ دوسرے احباب کے بعض ممبران انصار اللہ مکرم شیخ علی صاحب مکرم ایم کے میران شاہ صاحب۔ مکرم کریم اللہ صاحب نوجوان اور مکرم محمد تمیم صاحب نے تقاریر کیں۔

احباب دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ ممبران انصار اللہ اور دیگر احباب جماعت کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور ادا کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار۔ ڈاکٹر سید میران شاہ زعیم انصار اللہ۔

۳۔ مجلس انصار اللہ یادگیر

مورخہ ۲۷/۲ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب وعشاء رات ساڑھے سات بجے زیر صدارت محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر مجلس انصار اللہ کا تربیتی اجلاس تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا جو مکرم نذیر احمد صاحب گلبرگی نے کی بعد ازاں مکرم عبد الرحیم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

ازاں بعد مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ہوودگی زعیم مجلس انصار اللہ نے انصار اللہ کا عہد دہرایا اور مجلس کا لائحہ عمل اور انصار اللہ کے فرائض اور ذمہ داریوں کے متعلق سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد اقتباسات پڑھ کر سنائے اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور نبھانے کی طرف توجہ دلائی۔

ان کے بعد مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب عینا نے تربیتی تقریر کی جس میں مجلس انصار اللہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے دعوت عمل دی۔

ازاں بعد مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل نے اراکین انصار اللہ کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عالم باعمل بننے۔ اعمال صالحہ بجالانے آئندہ نسل کی تربیت۔ قرآن مجید۔ حدیث کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کتب کے درس و تدریس دینی مجالس کے قیام اور دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں صدر محترم نے پُر اثر تقریر فرمائی اور انصار کو اپنا مقام اور کام سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آئندہ نسل کی تربیت کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو کما حقہٗ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؎

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ یادگیر۔

ساحل سمندر پر یوم تبلیغ

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ مدراس نے مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۳ر احسان ۱۳۵۵ ہش بروز اتوار وسیع پیمانے پر یوم تبلیغ منایا اس سلسلہ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ساحل سمندر پر یہ دن منایا جائے۔

مدراس کا ساحل سمندر MARINABEACH اسکی خوبصورتی اور وسعت کی بناء پر سارے ہندوستان میں مشہور ہے۔ آج کل شدید گرمی اور تپش کے پیش نظر تازہ ہوا کھانے اور قدرت کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے کیلئے مختلف مذاہب و علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں شام کے وقت ساحل سمندر پر آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر اتوار اور چھٹیوں کے دن ایسا معلوم دیتا ہے کہ سارا مدراس سمٹ کر وہاں پہنچ گیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بے شمار دوکانیں اور دیگر دلچسپی کے سامان وہاں اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ اس سمندر کے ہی کنارے مشہور عالم عیسائی عبادت گاہ Saint Thomas چرچ ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ایک صحابی سینٹ تھے جن کا یہ مقبرہ ہے۔

ان ہی وجوہات کی بناء پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ سمندر کے ساحل پر ہی یوم تبلیغ منایا جائے۔ اس سلسلہ میں جمعہ کے روز خاکسار نے اعلان کیا۔ چنانچہ شام کے چار بجے تک تمام احباب جماعت موٹروں بسوں موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں پر پہنچ گئے۔ پہلے ہی وہاں کثیر تعداد میں تامل۔ انگریزی۔ اردو اور ہندی زبان میں لٹریچر پہنچایا جا چکا تھا۔

ساحل پر ایک باموقعہ جگہ پر باقاعدہ ایک بک سٹال عارضی طور پر لگایا گیا۔ اور AHMADIYYA INTERNATIONAL BOOK CENTRE. کا ایک بہت بڑا بورڈ کیا گیا۔ اس بک سٹال پر چند خدام کی ڈیوٹی لگا دی گئی باقی تمام خدام و انصار دو دو تین تین کی ٹولیوں میں لٹریچرز لے کر سارے ساحل پر پھیل گئے۔ اور نہایت کامیابی سے لوگوں میں مختلف زبانوں کے لیٹریچرز تقسیم کرتے رہے۔ صرف تقسیم ہی نہیں کرتے رہے بلکہ احمدیت کا تعارف اور دیگر تبلیغی گفتگو بھی ہوتی رہی ہے۔ ساحل پر ہمارے احباب کرام کا مختلف جگہوں میں مختلف ٹولیوں میں کھڑے ہو کر وسیع پیمانے پر تبلیغی گفتگو کرتے رہنے کا نظارہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز تھا۔

ہمارے تمام خدام و انصار نے نہایت خلوص اور جذبہ کے ساتھ یہ اہم فریضہ سرانجام دیا۔ بک سٹال میں بھی مختلف زبانوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کثیر میں جمع ہو کر بہت دلچسپی سے کتابیں لیتے رہے۔ اور وہاں بھی تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ شام کے ساڑھے چار بجے سے رات کے ساڑھے آٹھ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آج کی اس کامیاب مہم سے متأثر ہو کر سب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر مہینہ میں دو دفعہ اسی جگہ ایسی تبلیغی مہم جاری کرنا ہے۔ اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اس کے علاوہ مہینہ میں ایک دفعہ تربیتی و تبلیغی اجلاس ساحل سمندر پر ہی بیٹھ کر منعقد کیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کا یہ تبلیغی جوش قائم و دائم رکھے اور اس پروگرام کو جاری رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مقبول اور مؤثر تبلیغ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار۔

محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس۔

درخواستِ دُعا

خاکسار کے ہمزلف مکرم عبد الرشید صاحب آف لندن کا ریسٹورنٹ پچھلے ماہ جل گیا تھا جس سے انکو کافی نقصان ہوا تھا۔ انہوں نے خاکسار کو دُعا کے اعلان کیلئے لکھا تھا۔ اب حال میں اطلاع ملی ہے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے اُنکا ریسٹورنٹ پھر سے چالو ہو گیا ہے۔ اس خوشی میں شکرانہ فنڈ میں مبلغ ۱۵۶/- روپے ادا کئے ہیں۔ نیز اس سے پہلے بھی ایک جانور بطور صدقہ دیا گیا تھا۔ احباب ان کے نقصان کی تلافی اور کاروبار میں برکت کے لئے دُعا فرمائیں۔

درخواستِ دُعا

امسال مولوی فاضل کے سات طلباء نے امتحان دیا ہے تمام احباب جماعت سے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ سعادت احمد جاوید۔

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۲۱۲۱۱ :- میں اے عبد القادر ولد مکرم محی الدین صاحب - قوم احمدی مسلمان - پیشہ ڈرائیور - عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۰ء - ساکن مرکرہ - ڈاکخانہ مرکرہ - ضلع کورگ صوبہ کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے - ایک مکان جس کی موجودہ قیمت ۱۰۰۰۰/- دس ہزار روپیہ ہے - اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں - اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتا ہوں - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی - اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - مذکورہ مکان کا نمبر ۳/۱۵ کنیتی اسٹریٹ مرکرہ ہے - اس وقت میری ماہوار آمد ملازمت سے ۳۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں -

العبد - اے عبد القادر - گواہ شد - جی - ایس احمد صدر جماعت - گواہ شد - محمد عمر مبلغ مدراس

وصیت نمبر ۲۱۲۱۲ :- میں ایم اے محمد مکرم ولد اڈین صاحب مرحوم - قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیونگ - عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۹ء - ساکن مرکرہ - ڈاکخانہ مرکرہ - ضلع کورگ صوبہ کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں - اس وقت ماہوار آمد ۱۵۲/- روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد - ایم - اے محمد - گواہ شد - محمد عمر مبلغ سلسلہ - گواہ شد - جی - ایس احمد صدر جماعت مرکرہ

وصیت نمبر ۲۱۲۱۳ :- میں زینت النساء زوجہ مکرم ایم اے محمد صاحب - قوم احمدی مسلمان - پیشہ خانہ داری - عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی - ساکن مرکرہ - ڈاکخانہ مرکرہ - ضلع کورگ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں - اور نہ ہی میرے زیورات وغیرہ غیر منقولہ جائیداد ہے - میری کوئی آمدنی بھی نہیں ہے - البتہ میرا مہر ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتی ہوں - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہونگی - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

الامۃ - ایم اے زینت النساء - گواہ شد - ایم اے محمد (میں اپنی زوجہ کے مہر ۵۰۰/- روپیہ کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں) گواہ شد - جی - ایس احمد -

---

وصیت نمبر ۲۱۲۱۴ :- میں زین الدین ولد مکرم عبد القادر صاحب - قوم احمدی مسلمان - پیشہ ڈرائیور عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء - ساکن مرکرہ - ڈاکخانہ مرکرہ - ضلع کورگ - صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری موجودہ جائیداد اپنے ایک چھوٹے سے مکان کی شکل میں ہے - جس کی قیمت ۱۰۰۰۰/- روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں - اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میری ماہوار آمد اس وقت ۲۰۰/- روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا -

العبد - زین الدین - گواہ شد - محمد عمر مبلغ سلسلہ - گواہ شد - جی - ایس احمد صدر جماعت -

---

وصیت نمبر ۲۱۲۱۵ :- میں عائشہ بی زوجہ مکرم وی کے ابراہیم صاحب - قوم احمدی مسلمان - پیشہ خانہ داری - عمر ۳۰ سال - تاریخ بیعت ۱۹۷۱ء - ساکن مرکرہ - ڈاکخانہ مرکرہ - ضلع کورگ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے - البتہ کان کی بالیاں سونے کی ہیں جس کی قیمت ۵۰۰/- روپیہ ہے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں - اس کے بعد جو بھی جائیداد میں پیدا کروں گی - اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دونگی - اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کردونگی میرا مہر ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میری کوئی بھی آمدنی نہیں - میرے مرنے کے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

الامۃ - عائشہ بی - گواہ شد - وی کے ابراہیم (میں اپنی بیوی کے مہر ۵۰۰/- کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں) گواہ شد - جی ایس احمد صدر جماعت احمدیہ مرکرہ -

---

وصیت نمبر ۲۱۲۱۶ :- میں یو - ایم - محی الدین ولد مکرم شیخ علی صاحب - پیشہ کاشت - قوم شیخ عمر ۳۷ سال - تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء - ساکن کویا ناڈو - ڈاکخانہ SAMPAJE - ضلع کورگ - صوبہ کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

خاکسار کے پاس چھ ایکڑ اور تیس سینٹ زمین ہے - جس میں کسی قسم کی کوئی خاص کاشت نہیں ہوتی - صرف سال میں ایک ہزار روپے کے ناریل ملتے ہیں - اس زمین کی قیمت ۳۴۰۰۰/- روپے کی ہے اس زمین میں میرا چھوٹا گھر ہے جس کی قیمت ۶۰۰۰/- ہے - یہ دونوں زمین اور گھر ملا کر ۴۰۰۰۰/- روپیہ قیمت ہوتی ہے - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتا ہوں - اس زمین میں سے آمد سال میں ۵۰۰/- ہوگی - اس کے علاوہ میری سالانہ آمد ۷۰۰/- ہے - دونوں ملا کر سال میں ۱۲۰۰/- روپیہ آمد ہوتی ہے - میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد - یو ایم اے محی الدین - گواہ شد - جی ایس احمد صدر جماعت - گواہ شد - پی کے عمر نائب صدر جماعت

وصیت نمبر ۲۱۲۱۸ :- میں عائشہ بی بی زوجہ مکرم ایم ای محی الدین صاحب - قوم احمدی مسلمان - پیشہ خانہ داری - عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۹ء - ساکن ویراج پیٹھ - ڈاکخانہ ویراج پیٹھ - ضلع کورگ - کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۶-۳-۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے - اور زیورات کی شکل میں بھی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے - البتہ میرا مہر ۳۰۵/- میں وصول کر چکی ہوں - اس کے ۱/۱۰ حصہ ۳۰/۵۰ روپیہ اس وقت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے - اگر کوئی جائیداد میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہونگی - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو - اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

الامۃ - عائشہ بی بی - گواہ شد - ایم ای محی الدین خاوند موصیہ - گواہ شد - محمد عمر مبلغ سلسلہ -

قرآنِ عظیم — بقیہ اداریہ صفحہ ۲

اب آیئے! اپنے زمانے پر غور کریں۔ قرآن کریم آج بھی اپنی پوری شان اور جمیع برکتوں کے ساتھ موجود ہے اس پاک کتاب کی طرف منسوب ہونے والے کروڑوں کی تعداد میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان سے قرآنی برکات کا وہ ثبوت نہیں مل رہا جو اسلام کے صدرِ اوّل میں مل چکا — اس کی وجہ وہی ہے جس کی طرف حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا ⁂ کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

آج کا مسلمان بجائے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے اور اس سے نور اور برکت حاصل کرنے کے لادینی تحریکات کی طرف زیادہ مائل ہو رہا ہے۔ وہ پدرم سلطان بود کے نعرے تو لگاتا ہے مگر بھول جاتا ہے کہ اس کے آباء و اجداد نے سلطانی اور جہاں بانی کا نسخۂ کیمیا جہاں سے لیا تھا وہ تو اس کے اپنے گھر میں موجود ہے۔ لیکن وہ اُس سے منہ موڑ چکا ہے۔ وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کا متمنی تو ہے لیکن اس کی نظریں اُس سرچشمہ کی طرف نہیں جاتیں جس سے اس کے آباء و اجداد سیراب ہو کر عظیم بن گئے تھے۔ آج ایسے مسلمانوں کی نسبت قرآن کریم کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے کہ

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ (الفرقان: ۳۱)

اور رسول کہے گا کہ اے میرے ربّ! میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔ قرآنِ کریم کے یہ الفاظ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کاش! وہ اس کی اہمیت کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ قرآنِ کریم تو دنیا کو خیر و برکت دینے آیا۔ لیکن سراسر بے نصیبی اور محرومی ہوگی اگر مسلمان اس سرچشمۂ خیر و برکت سے خود ہی منہ پھیر لیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں بھی قرآنی انوار سے منور ہونے کی توفیق دے —!!

خدا کا شکر ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنی جماعت کے دلوں میں قرآنِ کریم کی غیر معمولی محبت اور اُس کا عشق بھر دیا۔ وہ قرآنِ کریم کو خود بھی پڑھتے ہیں اوروں کو بھی پڑھاتے ہیں۔ اس کا ترجمہ اور مطالب خود بھی سیکھتے ہیں دوسروں کو بھی سکھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اسی محبتِ قرآنی اور عشقِ کلام اللہ کا نتیجہ ہے کہ دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم شائع کرنے کی عظیم مہم بڑی کامیابی کے ساتھ جماعتِ احمدیہ چلا رہی ہے۔ بیرونی دنیا کو اُن کی اپنی زبانوں میں قرآنِ پاک کے معارف و حقائق سمجھنے کے مواقع پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ روز بروز ترقی پذیر ہے۔

ایک خاص پروگرام اور تنظیم کے تحت خدمت و اشاعتِ قرآن کا یہ کام جو جماعت احمدیہ کی طرف سے ساری دنیا میں بڑی کامیابی سے جاری ہے یہ اُسی مہم کی تکمیل ہے جس کی طرف امام مہدی علیہ السلام نے توجہ دلاتے ہوئے اپنی مشہور و معروف کتاب "کشتی نوح" میں فرمایا تھا کہ:—

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (صفحہ ۲۰-۲۱)

پس مبارک ہے وہ شخص جو قرآنِ کریم کی عظیم برکتوں کے حصول کے لئے اُس کی روزانہ تلاوت کرتا ہے اُس کے مضامین پر غور و فکر کر کے اپنی عملی زندگی میں مشعلِ راہ بناتا ہے۔ نہ صرف خود بلکہ اپنے اہل و عیال اور جملہ متعلقین کو بھی اس کتابِ عزیز کی برکتوں اور عظمتوں سے وافر حصہ لینے کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے —!! وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ⁂

شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر مختلف خوشی کی تقاریب مثلاً نکاح۔ شادی۔ بچہ کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان یا مقدمات میں کامیابی۔ غم و ہم سے نجات۔ بیماری سے شفاء۔ مختلف تفکرات و پریشانیوں سے خلاصی۔ وغیرہ وغیرہ پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہیئے۔ اس غرض کے لئے محاسب صاحب کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں جملہ رقوم بھجوایا کریں۔ یہ امر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اعلانِ امتحان لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے مقرر کردہ نصاب لجنہ و ناصرات ہر لجنہ کو بھجوایا جا چکا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا امتحان ۳ر اکتوبر بروز اتوار ہوگا۔ اور ناصرات الاحمدیہ کا امتحان ۲۴ر اکتوبر ۷۶ء بروز اتوار ہوگا۔ ہر لجنہ کی صدر امتحان دینے والی بہنوں اور ناصرات کے ہر گروپ کے پرچوں کی تعداد سے جلد از جلد مرکز میں اطلاع دیں۔ اور نصاب کے مطابق بہنوں اور بچیوں کو تیاری کروا کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کسی لجنہ کو نصاب نہ ملا ہو تو جلد از جلد مرکز سے منگوا کر تیاری کریں ⁂

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

رسالہ "المبشّر" کے بارہ میں اعلان

مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ایک رسالہ "المبشّر" نام سے قادیان سے اجراء کے اعلانات اخبار بدر کی گذشتہ اشاعتوں میں ہوتے رہے ہیں۔ نظارت نے اپنے طور پر انہیں اجازت دے دی تھی۔

انہوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیغام کے لئے درخواست کرتے ہوئے رسالہ کے اجراء میں درپیش مشکلات کے ازالہ کے لئے بھی دعا کی درخواست کی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفصیلات دریافت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ "اس رسالہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔" لہٰذا احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق رسالہ "المبشّر" جاری نہیں کریں گے۔

جن دوستوں نے رسالہ کی خریداری کے لئے چندہ جات بھجوائے ہیں انہیں رقوم واپس بھجوا دینے کی موصوف کو ہدایت کر دی گئی ہے۔

ناظرِ دعوۃ و تبلیغ قادیان

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دل آویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دنیا بھر کی مساجدِ احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ:—

THE KERALA HORNS
EMPORIUM.
TC. 38/1582 MANACAUD,
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE NO. 2351.
P.B. NO. 128.
CABLE:—
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمایئے!!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004

PHONE NO. 76360.

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

اقتباسات از تحریرات حضرت امام مہدی علیہ السلام

قرآنِ مجید خاتم الکتب ہے

اس میں ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے

(۱)

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

(۲)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔"

(پیغامِ امام صفحہ ۲۶ تقریر لدھیانہ ۱۹۰۵ء)

(۳)

"ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف کو ہی خاتم الکتب یقین کرے۔ اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے۔ اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے۔ عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے۔ تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔" (الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء)

ہفت روزہ بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) مورخہ یکم جولائی ۷۶ء رجسٹرڈ نمبر پی / جی ڈی پی - ۳